انا للہ و انا الیہ راجعون

مصیبت نامہ

یعنی

مولوی کمال الدین صاحب مرحوم کا سچا قصہ

اور

دنیا کا اشتیاق

مرحوم کی یادگار اور تسلی و نصیحت [illegible]

جناب مولوی سید صفدر حسین صاحب [illegible] نے لکھا / فرمایا

اور [illegible]

[illegible]

مطبع [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اکبر کیا زمانہ ہے بھی کیا تغیرات ہیں دنیا کیسی بدل رہی ہے زمانہ کیسے پلٹے کھاتا ہے آج نہ مولوی جمال الدین ہیں نہ کوئی ان کی یادگار۔ ایک وہ دن تھا کہ بار بار آیا کرتے تھے اور اپنے حالات سنا کر دلوں کو افسوس و حسرت سے بھر دیتے تھے۔ آنکھ بند ہوتے ہی ان کی ساری مصیبتیں ختم ہو گئیں تمام کلفتوں کی انتہا ہو گئی۔ ان کی باتیں یاد رہ گئی ہیں وہ بھی چند روز میں صفحۂ خاطر سے محو ہو جاویں گی ــہ

بے نشاں نام بھی ہو جائیگا اک دن اپنا + خاک ہو جائیگا سنگ سر مدفن کب تک + اس لئے احقر نے اُنکے حالات تحریر میں لانا مناسب سمجھا جس سے علاوہ یادگار رہنے کے یہ بھی نفع ہوگا کہ دوسرے لوگ جو تکالیف دنیا میں مبتلا ہو کر گھبرا دیں ان حالات کو پڑھکر تسلی پاویں کہ دنیا کی راحت و تکلیف کا کچھ اعتبار نہیں بہت جلد گذر جاتی ہے ــہ دوراں بقا چو باد صحرا بگذشت + تلخی و خوشی و زشت و زیبا بگذشت + دنیا کی کوئی مسرت ایسی نہیں جو ہمیشہ رہے اور کوئی کلفت ایسی نہیں جس کی انتہا نہ ہو ــہ ہیچ کو اسکے بقا ہے نہ کسی راحت کو دیکھ لو عالم فانی کا فنا ہو جانا + ایک روز ہم بھی باقی نہیں رہیں گے نہ ہمارا نشان۔ دنیا کا یہی حال ہے قصص الاولین موعظۃ للآخرین ــہ چشم عبرت سے ذرا سیر چمن کر غافل + ملگئے خاک میں لاکھوں گل رعنا کیسے + جن لوگوں نے ناز و نعم میں پرورش پائی تمام عمر چین کیا عیش اڑایا۔ دکھ درد کا کبھی نام بھی نہ جانا ان کا بھی یہی انجام ہوا چار ہاتھ کا کفن اور چار ہاتھ کا تنگ و تاریک گڑھا نصیب ہوا [illegible] ناز و نزاکت کا نتیجہ ملگیا مٹی میں ملکر عیش و عشرت کا پتہ ... آج مدفن میں کفن پہنے ہوئے غافل جو چھوٹے بھی ساتھ تھے نہ کمخواب و مشجر ہیں + اور جن لوگوں کی ساری عمر مصیبت میں کٹی جس روز سے دنیا میں قدم رکھا تھا جب تک بدن میں سانس رہی مصیبتیں ہی جھیلتے رہے وہ بھی پیوند خاک ہو کر دنیا کی کشاکش سے چھوٹ گئے نہ یہاں کی راحت کو بقا ہے نہ تکلیف کو ــہ

غم و شادی میں ہوئی عمر دو روزہ آخر
کبھی زنداں کی گھٹائی کبھی گلشن کی ہوا

پہلا بیان مولوی جمال الدین صاحب کے ابتدائی حالات

مولوی صاحب مرحوم ایک نہایت دیندار صابر اور قانع آدمی تھے خواہ مخواہ ہر کسی سے اپنا حال ظاہر نہ کرتے تھے ع حال دل اپنا کسی سے نہیں کہنا اچھا ہو سکے صبر تو خاموش ہی رہنا اچھا۔ ابتدائی واقعات اور بچپن کے واقعات سے زمانہ میں اگر کبھی مولوی صاحب کا حال دریافت کیا جاتا تو بڑے درد سے یوں کہہ کر خاموش ہو جاتے تھے ع سرگذشت ہے بڑی [illegible] [illegible] مراد کہ پھر افسانہ مرا غم بھری کہانی ہے لیکن زیادہ شناسائی اور کسی قدر بے تکلفی کے بعد ذرا چھیڑ دینے سے اپنا حال بیان کرنے لگتے تھے اور کہتے تھے ع سرگذشت اپنی فسانہ ہے زمانے کے لئے کچھ سناتا ہوں تمہیں آج رلانے کے لئے۔ چنانچہ ابتدائی حال اس طرح بیان کرتے تھے کہ ع سرگذشت اپنی سناتا ہوں تو ہمہ تن سنو یہ کہانی نہیں ملتی کسی افسانے سے۔ ع داستان میری سنو قصہ مجنوں نہ سنو۔ وہ بھی کیا قصہ کہ جس کی کوئی بنیاد نہ ہو

والدہ مرحومہ کہا کرتی تھیں کہ جب تم پیٹ میں تھے تمہارے والد نے سفر کا ارادہ کیا ہم نے رات کو سامان سفر درست کرکے رکھا ع مسافر رات سے کرتا ہے سامان دن کی منزل کا۔ آدھی رات کے بعد چور آیا اور اسباب اٹھا کر چلا یا مکان پر چڑھ کر مع اسباب کو دکھا تمہارے والد کی آنکھ کھلی تو وہ بھی اس کے پیچھے [illegible] کوٹھے سے کود پڑے۔ اسکے پہلو میں ضرب آئی اور چور صحیح سلامت نکل گیا قرض دام [illegible] لبریز ہو چکا تھا ستر دن کی تکلیف کے بعد دنیا سے رخصت ہو گئے ع کب اجل سنتی ہے ہم داستان بیکسان آن پہونچی جب گھڑی وقت کی ٹل سکتی نہیں۔ ع بیکسوں کی آس ٹوٹی دم کے ساتھ۔ تھا سہارا ہم کو اسکی ذات کا تمہاری ایک چار برس کی بہن تھی جو ہر وقت باپ سے لپٹی رہتی تھی سب کو روتا دیکھکر پوچھتی پھرتی تھی کہ کیوں روتے ہیں۔ دو چار پڑوسنے بہن کہ کفن دفن کا سامان کیا جب کفن سلنے لگا تو ہنستی پھرتی تھی کہ ابا کے واسطے نئے کپڑے سل رہے ہیں ع غریب و بیکس و نادان بچی۔ نہ جانتی تھی کہ کیا سر پڑی ہے۔ جب باپ پوشیدہ کے لئے رخصت ہونے لگا تو لڑکی کا حال نہ پوچھو۔ ہر شخص کے پاؤں پر گرتی تھی کہ ہمارے ابا کو چھوڑ دو۔ اسے کہیں باہر کون لیجائے گا ع افسوس رو رہے تھے زن و فرزند رہ گئے۔ احباب لیکے انہیں سوئے مزار چلے۔ اب مصیبت اور بیکسی کے سوا کوئی ہمدم و غمگسار نہ رہا۔ مفلسی اور اس پر تنگدستی پیٹ کاٹنے والوں کی بھرمار [illegible] آمد و رفت نے ناک میں دم کر دیا۔

پر

سے کہ فلک نے ساتھ مصیبت کے غلطیاں کی دیں وہ جو گھر میں فاقہ ہوا مہمان ہزار آئے تم سے کہ تمہارا قسمت
کنج تنہائی پیچھے افلاس میں وہ بڑھ گئی کہ ہوا وہ شہر رشتہ پرسش احباب سے وہ مکان رہن رکھکر قرض لیا
اور جہانداری کی رسم پوری کرنے کو لوگ آئے اور چلے گئے سب نے لی اپنے اپنے گھر کی راہ وہ
زار و نزار رہی بحال تباہ وہ باپ کے انتقال سے ڈیڑھ مہینا پیچھے جب تم پیدا ہوئے تو بڑی تنہائی اور
بیکسی کا عالم تھا۔ اندھیری رات خالی ہاتھ درد کی تکلیف مصیبت کا سامنا خیر خدا تعالیٰ نے رحم فرمایا
اور لڑکا ہونے کی خوشی نے عسرت و بیکسی کا غم دور کر دیا تمہاری اسی یتیم و بے خبر بہن کو بہت چاؤ کر چراغ
جلانے کے لیے اٹھایا بھائی ہونے کی خوشی میں دوڑی پھرتی تھی کہ کرتے کا دامن چراغ پر جا پڑا۔ کپڑے جلنے لگے
لڑکی چلانے لگی آہ اس مصیبت کا حال کیسے بیان کروں سے شب اندوہ و غم کا پوچھنا کیا۔ بنا تھی جو
میرے دم پر بنا تھی۔ لاچار مجبور خود اٹھی دوڑی پانی ڈالا مٹی ڈالی آگ بجھائی لیکن اتنی دیر میں معصوم بچی
کا سینہ اور ہاتھ جل گئے بڑے بڑے آبلے پڑے ایسی تکلیف تھی کہ بکری کی طرح چلاتی تھی سے ایسی تکلیف
نہ دکھلائے خدا دشمن کو۔ میری بچی نے مصیبت جو اٹھائی بھلکر۔ ادھر زچہ خانہ اور ادھر یہ مصیبت عجب مشکل کا
وقت تھا سے کوئی بھی داستان کو میری سنکر ہوا کٹتے۔ کاہے کو چلے تھے ہم سے یہ مصیبت کے گھر میں
محلہ میں ایک حکیم صاحب رہتے تھے ان کی بیوی نے ذکر کیا۔ رحم کھا کر وہ لڑکی کو اپنے گھر اٹھوا لے گئیں
سے رحم دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو۔ رحم جس دل میں نہیں وہ دل نہیں۔ دوا لگائی کوئی عرق لگایا
بچی کو چین آیا۔ دو تین دن ان کے مکان پر رہی۔ گردش تقدیر دیکھو حکیم صاحب کی پچاس روپیہ کی
نہایت خوبصورت گھوڑی کھڑے کھڑے تڑپنے لگی اور لوٹ پوٹ کر رات بھر میں تمام ہو گئی سے اپنے
ہاتھ سے لے داغ جینے کا نہیں کوئی۔ نہ رحم آتا ہے انسان پر نہ حیوانوں پہ رحم آیا۔ عورتوں کا کچا عقیدہ
اور خیال فاسد مشہور ہے۔ حکیم صاحب کی بیوی نے کہا کہ بلا اس لڑکی کو دفع کرو یہ سب اسی منحوس قدم
کی نحوست ہے سے ایسا نہ ہو کہ فتنہ کوئی اور بپا ہو۔ جو فتنہ گر سے دور رہا وہ بچا رہا۔ لیکن حکیم صاحب
آدمی سمجھدار اور دیندار تھے۔ مراد آباد میں مولانا عالم علی صاحب کی صحبت میں رہے تھے انھوں نے فرمایا
کہ یہ سب تقدیر کی باتیں ہیں اور ہر چیز کا وقت اور موت حیات مقرر ہے اس میں کسی کی سعادت و
نحوست کو کیا دخل ہے سے جو ہے تقدیر کا نقصان کہاں جاتا ہے۔ غیروں سے تو اماں تھی نہیں جو کچھ ہوا
لیکن شوہر کی فرمانبرداری اور صالحہ بی بی تھیں خاموش ہو رہیں۔ اگلے روز رات سے کہ بارہ بجے تھے

[illegible] سو گئے [illegible] تھے کہ حکیم صاحب کے دروازے پر کسی نے دستک دی [illegible]
[illegible] مکان دور تھا لیکن رات کے سناٹے میں صاف آواز آئی تھی [illegible]
[illegible] حکیم صاحب گھبرا کر باہر نکلے تار گھر کا آدمی تھا [illegible] ہاتھ میں دیا اور کہا [illegible]
[illegible]
کہا [illegible] حکیم صاحب نے کہا تار لائے [illegible] جلدی [illegible] باہر
[illegible] میاں کہاں گئے حکیم صاحب کی آواز سنکر ایک پولیس کا چپراسی دوڑا آیا
[illegible] کو بلا کر لایا اس سے پوچھا کہ تار کہاں سے آیا ہے اس نے کہا مجھے
کچھ خبر نہیں شاید [illegible] کہتے تھے کہ لکھنؤ سے بڑے وقت تار آیا ہے۔ لکھنؤ کا نام سنکر حکیم صاحب کے
ہوش اڑ گئے گھر میں جا کر کہا تو بیوی بیہوش ہو کر گر پڑیں [illegible] حالت [illegible] قلب [illegible]
[illegible] ایسا حکیم صاحب کے دو نوجوان لڑکے لکھنؤ میں [illegible] پڑھتے تھے [illegible]
[illegible] اور تار [illegible] پولیس کی کوئی آدمی پاس نہ تھا [illegible]
[illegible] ایک نوکر تھا وہ دن بھر کام کر کے رات کو اپنے گھر جا کر سوتا تھا [illegible]
[illegible] وکیل صاحب جو قریب ہی ایک مکان میں رہتے تھے [illegible]
[illegible] ہر چند حلق پھاڑا مگر وہاں سے کوئی آدمی نہ بولا وکیل صاحب کا
[illegible] پاؤں [illegible] حکیم صاحب کے ہاتھ [illegible]
کوئی [illegible] آدمی [illegible]
[illegible] صاحب [illegible] کو بلاتے ہیں کہ ۵ آدمی [illegible]
[illegible] لیکن [illegible]
[illegible] گھر کسی کو [illegible]
[illegible] ایک مکان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

باندھ کر سو رہے تھے کہ آدھی رات میں کسی نے دو چار دفعہ [illegible] کر دستک دی حکیم صاحب جو کبھی بلا فیس
نہیں جاتے تھے دروازے پر [illegible] مکان پر پہونچے اور بیٹے کے غرارے کو برداشت
کر کے ملازم کو جگا دیا [illegible] پہنچ جائیں [illegible] آپ لوگوں سے فارغ ہو کر [illegible] اس نے کہا
کل اتوار ہے رات [illegible] مولوی صاحب [illegible] چلے گئے ہیں ۵ [illegible] گھبرائے [illegible] بہت [illegible]
شوق [illegible] پکاری [illegible] تو وہ گھر پر نہیں [illegible] حکیم صاحب [illegible] تار گھر [illegible] آگیا [illegible]
بابو [illegible]
تار گھر پہونچکر ہر چند اپنی چھڑی سے تار گھر کے کواڑوں پر تابڑ توڑ چلائی اور شور مچایا مگر صدا سے برنخاست
۵ میری آہوں نے ہلا ڈالا افلاک ۔۔ پر ہمارے یار نے کروٹ نہ لی :: تار گھر سے نکل کر چلے تو گلشن خان
ملگئے حکیم صاحب کو پہچان کر بہت جھک کر سلام کیا اور تعجب سے کہا کہ حضور اس وقت کہاں حکیم صاحب
نے حال کہا تو کہنے لگا بڑے خانصاحب کو بارہ بجے کی ریل میں سوار کرا کے آیا ہوں آپ کاغذ مجھے دیجئے
چھوٹے خانصاحب سے پڑھوا کر ابھی لاتا ہوں حکیم صاحب واپس آئے تو بیوی صاحبہ دروازے کی
دیوار سے لگی کھڑی تھیں۔ دور ہی سے پوچھا کہ خیریت ہے گھر میں پہونچکر حکیم صاحب نے بی بی سے حال
کہدیا اور تسلی کی اور مونڈھا بچھا کر دروازے پر بیٹھ گئے اور بیگم صاحبہ نے جانماز بچھا کر دو رکعت پڑھ کر بیٹیوں
کی صحت سلامتی کی دعائیں مانگنی شروع کیں گلشن خان مکان پر پہونچے تو چھوٹے خان صاحب اپنی
کی نیند میں مست تھے ۵ کچھ جوانی کا نشہ کچھ مال کا ۔ نیند کیوں اُن کو نہ آتی چین سے وہ بہت پکارا تو
[illegible] کمبخت ڈرھا سونے نہیں دیتا ابھی تو لیٹے ہیں گلشن خان نے ڈرتے ڈرتے پھر
پکارا حکیم صاحب کا نام اور تار کا لفظ سنکر خان صاحب انگڑائی لیکر آنکھ ملتے ہوئے کیا ہے کیا ہے
گلشن خان نے تار کا ذکر کیا اور لیمپ کی روشنی تیز کر کے سامنے لا رکھا چھوٹے خان صاحب نے ہمیشہ
ولایتی ٹائپ کی چھپی ہوئی صاف شفاف خوشنما انگریزی کتابیں پڑھی تھیں تار بابو کے شکستہ اور حقیق
خط کو دیکھ کر کہنے لگے واللہ تو کسی نے ویسے ہی لکیریں کھینچ دی ہیں مگر پھر بہت کچھ سوچتے رہے
گلشن خان نے کہا کہ حکیم صاحب کہتے تھے لکھنؤ سے تار آیا ہے انکو نام [illegible] سنکر خان صاحب نے
کہا ہاں ہاں لکھنؤ تو صاف پڑھا گیا اور پھر ذرا ٹھہر کر کہنے لگے کہ عبد القادر اور عبد الحکیم [illegible] لکھا ہے
گلشن خان نے کہا کہ میاں حکیم صاحب کے بیٹوں کا نام تو عبد اللہ اور عبد الحمید ہے خانصاحب

کیونکہ [illegible] ڈپٹی صاحب سے عبداللہ میرا اور شہداللہ یہ بھی لکھا ہے یعنی ہم سے اور کچھ نہیں پڑھا جاتا۔ [illegible]
لیٹا رہتا ہے گلشن خان تار دیکر حکیم صاحب کے مکان پر پہونچے جو ایک ایک سنسان [illegible] کونے پر [illegible]
[illegible] سے اتفاقاً کر رہے تھے [illegible] صاحب تھے لڑکوں کا نام اور [illegible] لایا [illegible]
[illegible] گیا [illegible] جاکر [illegible]
[illegible] سوا [illegible] بات [illegible]
[illegible] کا لڑکا نعمت انگریزی اسکول میں پڑھتا ہے شاید دو سال گذرے
[illegible] معافی کی درخواست پر تصدیق کرانے آیا تھا گلشن خان کو اسی کے پاس بھیجنا
چاہتے حکیم جی گھر میں گئے تو گلشن خان چلدیے تھے اب حکیم صاحب لاچار ہو کر خود ہی اٹھے اور رحیمو کے
مکان [illegible] قریب تھا رحیمو حقہ کے دم لگا رہے تھے اور کھانس کھانس کر [illegible]
باتیں کر رہے تھے حکیم صاحب کی آواز پہچان کر دھک سے رہ گئے اور ننگے سر ننگے پاؤں ایک لنگوٹ کسے
ہوئے دوڑے دروازہ کھولکر سلام کیا کہ حضور کیا حکم ہے خیر تو ہے [illegible] ہمارے گھر [illegible]
کیا ولی میں ترسے آج طبیب شہر آئی سے قدم حضور کے آئے مرے نصیب کھلے [illegible] جواب [illegible]
حکیم صاحب نے کہا نعمت کہاں ہے۔ کہنے لگا حضور کیا عرض کریں جب سے [illegible]
ہے [illegible] تو سیدھے منہ بات بھی نہیں کرتا اب بارہ بجے کہیں سے آکر پڑا ہے حکم ہو تو جگا لاؤں [illegible]
آپ ارشاد کریں جلد جگا لاؤں گا حکیم صاحب نے کہا ہاں بہت جلد نعمت کی زبان سے باتیں [illegible]
نعمت کو پہلے ہی جگا دیا تھا وہ بھی ایک چارپائی کا جھنگا لئے ہوئے حاضر ہوا حکیم صاحب [illegible]
چارپائی بچھائی [illegible] سرہانے حکیم جی پائتی پر نعمت اور رحیمو سامنے زمین پر بیٹھ گئے نعمت کی ماں نے اندر
سے حقہ تازہ کر کے دیدیا مگر حکیم صاحب کو کسی چیز کا ہوش [illegible] تھا کہا میاں نعمت [illegible]
پڑھتے ہو کہا حضور کی نوازش سے چھٹی جماعت میں ہوں اس سال امتحان [illegible]
[illegible] حکیم صاحب نے کہا شاباش [illegible] تمہاری سمجھ [illegible] نعمت [illegible]
[illegible] ماں سے کہا ذرا چراغ تو جلا [illegible] اتفاق سے ایک ہی دیا سلائی [illegible]
[illegible]
[illegible]

جس دن غم روشن ہوا تو تھوڑے سے ایک ساری [illegible] میں [illegible] سمجھ لیا کیونکہ وہ [illegible] کی [illegible] اس [illegible]
جگہ دفتر میں [illegible] کام کیا تھا [illegible] حکیم صاحب بھائی عبدالحمید [illegible]
کہ بھائی عبدالحمید زیادہ بیمار ہیں آپ جلد تشریف لے آویں [illegible]
ہوئی لیکن بڑے لڑکے کی بیماری سے سخت تشویش ہوئی گھر میں پہنچ کر اطلاع کی تو [illegible] بہت گھبرا
ہوئیں اور کہنے لگیں کہ دیکھئے میں نے [illegible] اس منحوس بچی کو گھر سے [illegible]
ہے ان خدا خیر کرے [illegible] مجھے صبح سے آج [illegible] دوسری طرح کے آثار نظر آتے ہیں [illegible] اس آمد و رفت اور
پریشانی میں اڑھائی بج گئے تھے اور چار بجے لکھنو گاڑی جاتی تھی حکیم صاحب نے اسی گاڑی میں روانہ
ہونے کا قصد کیا کیونکہ دوسری گاڑی دن کے دو بجے جاتی تھی لڑکوں کی ماں نے ساتھ چلنے کے لئے اصرار
کیا جب حکیم صاحب نے سمجھایا مگر ایک نہ مانی ہے درد دل نے ایک بھی سننے نہ دی [illegible] مشفق نے
کو لاکھوں [illegible] حکیم جی نے بھی خیال کیا کہ تنہا یہاں رو رو کر مریں گی مجبور ہو گئے رحیمو اور نعمت [illegible]
تھے اور [illegible] ایک دو نوکر آ گئے صبح بھی قریب تھی سب سامان تیار کر کے نعمت کی ماں کے ہاتھ اس بڑی
بچی کو [illegible] کے پاس بھیج دیا اور خدا جانے کیسے چلتے چلاتے [illegible] روپیہ بھی دے گئے کہ اس کی دوا کرنا حکیم صاحب
سب سامان کر کے تیار ہو بیٹھے رحیمو گاڑی لینے کے لئے گیا جب چار بجنے [illegible] رہ گئے
اور گاڑی نہ آئی بہت پریشان ہونے ہے [illegible] آنکھوں میں [illegible] رحیمو
[illegible] راہ میں آئی [illegible] نعمت [illegible] جاتا ہوں نعمت [illegible] گاڑی آئی [illegible]
[illegible] صاحب سوار ہوئے [illegible] گاڑی بان سے [illegible] گاڑی [illegible]
رحیمو اور گاڑی بان [illegible] حکیم صاحب [illegible]
نہیں پہنچے تھے [illegible] سب کام ہوا [illegible]
قیامت منزل [illegible] حکیم صاحب [illegible]
رحیمو [illegible] نعمت نے [illegible] کہا کہ [illegible] کا کام [illegible]
بھی [illegible] کر کیا [illegible] حکیم صاحب [illegible]
[illegible] بیٹھا [illegible] سامان [illegible] حکیم صاحب
نہیں جا سکتے [illegible]

پہنچے ہوئے اسٹیشن ماسٹر کی لڑکی کا علاج کیا تھا دوڑے کہ شاید اُن سے کچھ کام نکلے ؎ شاید
انہیں سے میری مرادیں حصول ہوں ۔ مگر معلوم ہوا کہ تین مہینے ہوئے اُن کا تبادلہ ہو گیا۔ دوسرے
بابو صاحب [illegible] سے بہت بھاگتے ہیں تو کر [illegible] رحمت رحیمو سب حیران سے تھے
اور کہا کہ یہیں اور ٹوپے چلنے کا خیال باندھ رہے تھے کہ گاڑی میں سے اُتر کر مولوی شوکت حسین صاحب
آگئے [illegible] سلام و مصافحے کے بعد حکیم صاحب نے
سارا حال کہا۔ مولوی صاحب نے ایک اشرفی اور دس روپیہ کا نوٹ ہاتھ میں دیا اور کہا آپ گاڑی میں
بیٹھیے میں ٹکٹ لاتا ہوں۔ اب کیا تھا سب کی جان میں جان آگئی بستر اسباب اُٹھا کر ریل میں رکھا گیا
حکیمنی صاحبہ زنانی گاڑی میں سوار کرائی گئیں اور حکیم صاحب بھی قریب ہی ایک گاڑی میں بیٹھ کر
ٹکٹ کے منتظر ہوئے۔ ایک گھنٹی بجی دوسری بجی حکیم صاحب کو اضطراب شروع ہوا تھا کہ مولوی صاحب
لپکتے ہوئے آئے اور حکیم صاحب کے ہاتھ میں جو گاڑی سے کئی فٹ باہر نکلا ہوا تھا ٹکٹ رکھ دیا ٹکٹ
دیکھتے ہی حکیم صاحب نے کہا "اور دوسرا" مولوی صاحب نے کہا دوسرا کس کا۔ کہا حمیدہ کی والدہ بھی تو
ساتھ ہیں۔ مولوی صاحب دوڑ کر ٹکٹ گھر میں پہونچے ہی تھے کہ تیسری گھنٹی بجی اور گاڑی چلدی ؎
ہاتھ ملتے رہ گئے سب غمگسار ۔ وہ چلی ہمکو اجل [illegible] اب کیا کر سکتے تھے۔ لکھنؤ پہونچے اور حکیم صاحب
کے بیٹے کی تدبیر سے جو اسٹیشن پر ملازم تھے حمیدہ کی والدہ کا صرف معمولی محصول ادا کر دیا گیا۔ لڑکوں سے
پاس پہونچکر علاج معالجہ کیا اور سخت بیماری اُٹھا کر اُن کا [illegible] اچھا ہو گیا۔ والدہ صاحبہ فرمایا کرتی تھیں کہ
حکیم صاحب تمہاری بہن کو میرے پاس بھیجکر جب لکھنؤ روانہ ہوئے تو اُس کی تکلیف و سوزش بہت بڑھنی شروع
ہوئی زخم پک گئے اور پانچ دن کے بعد بیہوش ہو گئی۔ آنکھیں کھولتی تھی اور دیکھتی اور کچھ نہ کہتی۔
؎ کیا کہوں اُس نے اُٹھائی جو اذیت کیسی ۔ مرنے والی پہ پڑی سخت مصیبت کیسی ۔ خدا کے حکم
سے کچھ چارہ نہیں آخر [illegible] ہو گیا اور اُس معصوم کی روح جنت کی چڑیوں میں جا کر مل گئی جو کچھ
رنج و غم ہوا اُس کو کیا بیان کروں ؎ بالاختصار اُس کو رنج و مصیبت سے خبر نہیں ۔ ہیہات دفنا
آئے اسے لوگ قبر میں ۔ اُس کے بعد بہت سی تکلیفیں اُٹھا کر تم کو پالا۔ تمہاری عمر تین برس کی تھی
کہ وہ مکان جس میں رہتے تھے مہاجن نے نیلام کرا دیا۔ وہاں سے اسباب اُٹھا کر ایک قریب کے
مکان میں گئی۔ رات کو بارش ہوئی تو ساری کڑیاں گر گئیں ایک پھوس کے چھپر میں [illegible] تم کو

کی پیسے سے نکالے گئے کافی رہی [illegible] شہر کے [illegible] کو دہ ہوتا۔ خدا کا آسرا تھا اور [illegible]
[illegible] روپیہ ماہوار [illegible] کر مکان [illegible] [illegible]
سفارش کرا کر اس [illegible] جا رہے جب تمہاری عمر پانچ برس سے زیادہ ہوئی تو مکتب کو
حافظ جی [illegible] یہ تمہارے مرحوم باپ کے بڑے پکے دوست اور مشہور حافظ تھے
[illegible] حافظ جی بیمار ہو گئے اور پڑھانا چھوڑ کر خانہ نشین ہو گئے اور
اپنے بیٹے کو قائم مقام کر دیا [illegible] حافظ صاحب کے بیٹے نے تجھ کو [illegible] کہا کہ تمہارے
ابا نے کبھی ایک کوڑی ہم سے نہیں لی۔ مگر اس بندۂ خدا نے کچھ [illegible] تو توجہ کم
کر دی۔ آخر حافظ صاحب مکان پر بلا کر خود پڑھانے لگے۔ ابھی ایک مہینا بھی نہ گذرا تھا کہ رمضان المبارک
کی پانچویں تاریخ کو حافظ صاحب جنت کو سدھارے۔ اب سوائے اس کے [illegible]
پیٹ کاٹ کر چار آنہ ماہوار حافظ جی کے بیٹے کو دے اور پڑھانا شروع کیا۔ ایک روز کا ماجرا سنو حافظ
نے تقاضا کیا تم گھر پر [illegible] آئے اور رونے لگے کہ چار آنے لیکر جاؤنگا گھر میں پیسہ کہاں تھا چار آنہ
کی [illegible] چار آنے میں [illegible] چونی دیکر تم کو رخصت کیا تم دوڑے جا رہے تھے کسی کا گھوڑا بھاگتا ہوا آیا
تم ڈر کر بھاگے اور گر پڑے چونی ہاتھ سے چھوٹ کر غائب ہو گئی پھر روتے ہوئے گھر آئے۔ اب کوئی صورت
بن نہ پڑی دو روز مکتب نہ جانے دیا تیسرے روز ہمسایہ کی عورت سے چار آنہ قرض لے کر تمہیں [illegible]
کو ساتھ کر کے تم کو مکتب میں بھیجا۔ خدا معلوم اس کی چال کی ہوئی یا کیا ہوا حافظ جی نے چونی دیکھتے ہی کہا
[illegible] دوسری [illegible] اب [illegible] دکھلاتے ہیں [illegible] اچھی [illegible]
پڑی اور بہت [illegible] کے بعد ساڑھے تین آنے میں صرف کو دی گئی۔ [illegible] چار آنے
پورے کر کے حافظ صاحب کے پاس بھیجے ایسی ہی مشکلیں اٹھا کر تین برس میں تم نے قرآن شریف
ختم کیا۔ حافظ جی نے بہت کچھ تقاضے کئے اور [illegible] شکرانہ واسطے طلب کیا لیکن ان کا حق ادا نہ ہو سکا۔

طلب علم کے لیے مولوی جمال الدین صاحب کا سفر

[illegible]
اگر تم ہمارے ساتھ چلو [illegible] مفلسی [illegible]

[illegible] سے کام لیا اپنے کلیجے پر پتھر رکھا اور مجھے اجازت دی۔
[illegible] ہم [illegible] کی طرح دو چار کپڑے بنا دئے چلتے وقت
[illegible] روٹیاں پکا کر [illegible] باندھ دیں [illegible] اور
[illegible]
[illegible] کلیجے سے لگایا دھاڑیں مار مار کر رونے
لگیں دونوں ہاتھ [illegible] میں بھی رو رہا تھا ان کا تو چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا تھا لیکن بھائی
[illegible] خدا حافظ کہتے ریل کے وقت میں تھوڑی دیر رہ گئی ہے ہوشیاری
اور [illegible] غفلت مسافر راہ میں [illegible] با دل ناخواستہ چھوڑا اور ان حسرت بھری آنکھوں سے
[illegible] نہایت پیار اور شفقت سے نظر ڈال کر بھرائی ہوئی آواز میں کہا کہ جا [illegible] تو
[illegible] دیکھئے پھر بھی نصیب میں تم کو دیکھنا ہے یا نہیں ہے فرصت قضا نے دی
[illegible] خیال میں ڈوبا ہوا جاؤں گی [illegible] روتا ہوا گٹھری سنبھال بھائی جی کے سا
[illegible] روپے کھول کر بھائی جی کو دیے ٹکٹ لیا سوار ہوئے جونپور کے قریب ایک
[illegible] وہ چونکہ ہمارے وطن میں نہیں ہوتے اس لئے بھیا سے اجازت لیکر
[illegible] چیخ چلا کر بیچنے والے کو پکارا اس نے کہا تین [illegible] کا میں نے کہا چار دو
[illegible] تو دیجئے ورنہ لیجاتے اس نے [illegible] اٹھا کر ہاتھ میں دئے اب [illegible]
[illegible] ہاتھ سے جاتا رہا دل جس پر [illegible] آہ افسوس [illegible] کے لئے
[illegible] اتفاق سے بھائی کے پاس بھی پیسے نہ تھے [illegible] اور گاڑی چلنے کے
لئے سیٹی دے چکی تھی بس [illegible] کیا تھا [illegible] والے نے واپس لے لئے۔ اللہ اکبر اس وقت جس قدر
حسرت ہوئی وہ تمام عمر یاد رہے گی [illegible] اس وقت [illegible] ہوا پھر کبھی نہیں
ہوا [illegible] نے جو [illegible] اس وقت [illegible] جونپور پہنچ کر بھائی صاحب نے ایک
عربی مدرسہ [illegible] حافظ صاحب [illegible] کے
حافظ صاحب [illegible] کھانا مقرر کرا دیا اور وہاں ٹھہر کے
[illegible] آرام [illegible] والدہ [illegible] ہو گئیں۔

والدہ کا انتقال اور مولوی صاحب کی بیماری

جونپور میں رہتے ہوئے تھوڑے ہی دن اطمینان سے گذرے تھے کہ والدہ کی سخت بیماری کا خط آیا کہ
جلد آؤ اگر آنا ہے تو دیر نہ کرو [illegible] دم آنکھوں میں مثل حباب باقی ہے [illegible] زندگی کی آخری
[illegible] دل تو بہت پریشان ہوا لیکن تنہا جانا دشوار تھا [illegible]
[illegible] مجبوری کو دو دن انتظار کیا تیسرے روز خوش قسمتی سے
ایک [illegible] ملیح آباد جانے والے [illegible] کہ وہ ایک اسٹیشن پر نماز پڑھنے اتر گئے
[illegible] میں تنہا رہ گیا اور ان کا دوں [illegible] ہم دل چلا لیکن کو اور فلک سے جلا دیا
[illegible] میں وہ بھی ملا دیا [illegible] اشنا [illegible] خدا کے سوا کوئی نہ تھا اپنا
[illegible] ایک لڑکا اور اسباب گاڑی میں رہ گیا ہے اگلے اسٹیشن پر [illegible] اسباب اتار لیا
[illegible] والدہ بیمار ہیں مگر کوئی خیال نہ [illegible] کون سنتا
[illegible]
پانی کا [illegible] اسباب لیکر [illegible]
جب ملیح آباد کا اسٹیشن آیا مجھے اتار دیا مسافروں کی کثرت تھی ٹکٹ دینے میں سب سے پیچھے آیا
اتنی دیر میں گاڑی روانہ ہو چکی تھی بابو صاحب نے کہا تمہارا ٹکٹ ردی ہے تم دوسرا محصول ادا کرو ورنہ
حوالات کیا جائیگا۔ ہر چند حال [illegible] اور وہاں میں ایک روز پڑے رہنے کا قصہ سمجھایا لیکن ایک
مفلس کی کون سنتا ہے [illegible] ہم درویش بیچارے درویش ہمارے پاس کوڑی نہ تھی
میں جانے والے لوگوں سے کہا کہ فلاں [illegible] خبر کر دینا [illegible] ناواقف تھے اور پھر ان کو غرض
کیا پڑی تھی کسی نے [illegible] وقت کس کام [illegible] ہم اسٹیشن پر بیٹھے سوکھے
رہے تین گھنٹے کے بعد دوسری طرف سے گاڑی آئی اس میں [illegible] آگئے جو والد مرحوم کے پاس آیا
کرتے تھے مجھے بیٹھا ہوا دیکھ کر حال پوچھا اور کمرے کے اندر جا کر ایک روپیہ بابو صاحب کی نذر کیا اور مجھے
ساتھ لے کر گھر پہنچا دیا اور ایک بہت بڑی [illegible] سے چھڑا دیا میری آہوں کا اثر تھا
[illegible] گھر پہنچا تو دیکھا کہ والدہ کی آواز بند ہو چکی

ہے یارائے گفتگو نہیں ہرگز زبان میں ۔۔ مگر آنکھیں کھلی ہیں ہے کچھ ضعف نے کچھ یاس نے مایوس کیا ہے
اٹھتی نہیں گردن کی طرح آج نظر بھی ۔۔ آہ مجھے دیکھکر سر اٹھانا چاہا مگر نہ اٹھ سکا۔ ہاتھ پھیلا دیے اور پکڑ کر گلے
لگا لیا ہے انگلی ملی۔ خدا کے واسطے ۔۔ اب قیامت تک جدا ہونیکو ہیں ۔۔ آہ آہ اس حالت کو کیسے بیان
کروں جب ایک شفیق ماں زندگی سے مایوس زبان سے معذور اپنے بیکس بچے کو دیکھکر حسرت اور
آرزوؤں کو دل میں لیئے ہوئے ہمیشہ کے لیئے دنیا سے رخصت ہو رہی ہو ہے کونسا حال نہیں رحم
کے قابل میرا ۔۔ اب تو قابو میں نہیں رہا ہے ۔۔ دل میرا ۔۔ افسوس وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر زبان نہ اٹھتی
تھی ہمسایہ کی ایک عورت کہنے لگی آدمی پاس نہ تھا جو سنے کہا کر آگئی تھی ہے ہم اسیروں کی ہے اک
باد صبا پرسان حال ۔۔ پوچھ جاتی ہے کہ کیا باقی رہا صیاد میں ۔۔ اسکو میرا سہارا ملگیا تو رات کو وہ بھی نہ رہی۔
ہے آنکھیں ۔۔ سے آج دیکھا جاتا نہیں کا ۔۔ سنتے تھے مدتوں سے کوئی نہیں کسی کا ۔۔ نو دس بجے تک میں
جاگتا رہا آخر لیٹا اور لیٹکر سو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مکان نہایت شکستہ اور ٹوٹا پھوٹا ہے اسی میں
میں اور میری والدہ بیٹھے ہیں دوسرا مکان اسی کے سامنے نہایت دلکشا اور مکلف ہے وہاں سے
دو عورتیں آتیں اور میری والدہ کے بازو پکڑ کر اس آراستہ پیراستہ مکان میں لیجانا چاہا میری والدہ
مجھکو ساتھ لیجانا چاہتی ہے اور بار بار میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہے لیکن وہ عورتیں ہاتھ چھڑا دیتی ہیں آخر ایک دفعہ
والدہ نے میرا ہاتھ کھینچا اور عورتوں نے زور سے چھڑانا چاہا ۔ اسی جھٹکے سے میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو
میری والدہ اپنے ہاتھ سے جس کی قوت بالکل زائل ہو چکی ہے میرے ہاتھ کو پکڑ کر کھینچتی ہے اور بیدار
کرنا چاہتی ہے گھبرا کر اٹھا اور دیکھا کہ والدہ کی آنکھیں پتھرا رہی ہیں لمبے لمبے سانس لے رہی ہیں مگر چراغ
گل ہو گیا ہے جلدی جلدی چراغ جلانے اٹھا پانی سے بھرا ہوا گھڑا رکھا تھا ٹھوکر لگی دھم سے گرا۔
گھڑا پھوٹا پانی بہا اور کپڑے شرابور ہو گئے کانپتے ہوئے ہاتھ پاؤں سے دیا سلائی کو تلاش کیا بڑی
مشکل سے ملی مگر خالی ہے وقت پڑتا ہے تو ہر چیز دغا دیتی ہے ۔۔ والدہ ہمیشہ چولھے میں آگ رکھتی تھیں
اسی خیال سے وہاں گیا لیکن اب وہاں کچھ نہ تھا۔ والدہ تو خود ہی سفر آخرت کی تیاری کر رہی تھیں چولھا
مدتوں سے ٹھنڈا پڑا تھا آخر چراغ ہاتھ میں لیکر گھر سے باہر نکلا۔ ایک بجے کا وقت۔ سب کے دروازے بند
ایک دروازے پر بہت چلایا مگر بے سود ہے نہ جواب آتا ہے وانے نہ صدا آتی ہے ۔۔ دور سے دیکھا کہ
سڑک پر لالٹین جل رہی ہے اسی طرف چلا وہاں پہونچا تو بہت اونچی تھی ایک طرف سے چند اینٹیں اٹھا کر

لالٹین کو رکھ کر چراغ تک ہاتھ پہونچایا اور بلا سوچے سمجھے چمنی کو پکڑ کر اٹھانے لگا وہ ایسی سخت گرم تھی کہ ہاتھ
جل گیا اور ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑی اسی گھبراہٹ میں پاؤں لڑکھڑا گئے انہیں سرک کر گر پڑی ہاتھ سے
اپنا چراغ چھوٹ گیا اور میں زمین پر گر پڑا۔ چوٹ تو اتنی لگی کہ اٹھنے کی طاقت نہ تھی مگر والدہ کی حالت
یاد کر کے اٹھا اور لالٹین درست کر کے پھر چراغ جلانے کا ارادہ کیا تو چراغ نہ تھا وہ ہاتھ سے چھوٹ کر بہت
دور جا پڑا تھا۔ بڑی مشکل سے مل گیا لیکن بتی غائب تھی ٥ کچھ نہ کچھ چارہ رہا ہمسکو ہاتھ گئے دست تو
پھاڑ آیا پر کرتے کے دامن میں سے ذرا سا کپڑا لے کر بتی بنائی اور چراغ میں رکھ کر جلا کر لے چلا۔ کچھ
تیل کی کمی کچھ ہوا کا زور تھوڑی دور جا کر گل ہو گیا پھر لوٹا دوبارہ جلانا چاہتا تھا کہ دور سے چوکیدار
چلایا "کون ہے پکڑنا" پکڑنا" یہ سنکر ہوش گم ہو گئے قریب تھا کہ گر جاؤں لیکن سنبھل گیا اور بے تحاشا دوڑا
چلا آتا تھا راستہ میں ایک بچار بیٹھا تھا اندھیرے میں اس کی گردن پر چڑھ گیا وہ فوراً کھڑا ہو گیا۔ اگر گرتا
تو جان کی خیر نہ تھی لیکن ہمت کر کے اس کی گردن کو لپٹ گیا اور بیل نے دوڑنا شروع کیا بڑی مصیبت
میں جان پھنسی نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن ہے ٥ سخت مشکل ہے نہ چلتے اور نہ رہتے بن پڑے ۔۔ کیا
مصیبت ہے ہلائے نہ ہلتے بن پڑے ۔۔ آخر اسی مصیبت کی سواری نے دوسرے محلہ میں پہونچا دیا
وہاں قاضی قطب علی صاحب تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے میری آہ و زاری اور واویلا سنکر نیت توڑ کر
دوڑے اور جب بیل ایک درخت کے پاس ذرا ٹھہرا تو فوراً مجھے گود میں اتار لیا اور جان بچائی ٥
انہیں کو خضر کہتے ہیں فرشتہ ہیں یہ رحمت کا ۔۔ خدا غریق رحمت کرے جب ان کو اپنا حال زار سنایا
تو اپنی لالٹین دی اور مکان کے دروازے تک پہونچا گئے۔ یہاں پہنچا تو والدہ کا دم واپسیں تھا۔
ہمسایہ کی عورتوں میں سے ہر چند آواز دی مگر نہ آئی آہ والدہ نے ایک دفعہ آنکھیں کھول کر میری
طرف حسرت بھری نگاہ سے دیکھا اور ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کر لیں ٥ عجب حسرت سے
دیکھتی تھی مری اماں دم آخر ۔۔ ہمیشہ یاد آئیگی وہ نگاہ واپسیں ہر دم ۔۔ سانس کی آمد و رفت موقوف ہو گئی
٥ فرصت قضا نے آہ دم واپسیں نہ دی ۔۔ ٹھہری نہ آہ زندگی مستعار حیف ۔۔ اب تو مجھ پر قیامت
ٹوٹ پڑی۔ چلا کر آسمان سر پر اٹھا لیا ٥ بہت میں نے رو رو کے دریا بہایا ۔۔ مگر رحم ہرگز قضا
کو نہ آیا ۔۔ رونے دھونے کی آواز سنکر محلہ بھر جاگ اٹھا۔ رحم دل ہمسائے اور بھی رحیم بخش آگئے
٥ غم میں بشر ہو کیوں نہ بشر کا شریک حال ۔۔ تڑپی جو موج آنکھ بھر آئی حباب کی ۔۔ کسی نے پیار کیا

اُسی نے سر پر ہاتھ رکھا تسلی دلاسا دیا عورتوں نے ہاتھ پاؤں سیدھے کرکے مرحومہ ماں کو کپڑا اُڑھا دیا
اسی طرح صبح ہو گئی سب کو رنج و تکلیف و مصیبت کا ایسا سامنا ہوتا ہے کبھی بڑی رات ہو آخر تو صبح ہوتی ہے
محلہ والیوں نے تلاش کیا تو مٹی کی کٹھالیا میں سے چار روپیہ کچھ پیسے کچھ کوڑیاں نکلیں پھر لوگوں نے
اُسی میں سب سامان کر دیا یہ رائے ٹھہری کہ اسکو کفنا دو۔ بیچاری جلکی قسمت تھی اور شہر سے باہر
لیجا کر دوپہر کے بعد میری ماں کو زیر خاک کرکے مجھکو ہمیشہ کے لئے جدا کرکے تڑپا دیا یہ وہ حالت
تھی کہ ہنستوں کو رُلا دیتی تھی۔ جو ہنستا تھا مجھے آتا تھا رولا جاتا تھا زندگی تلخ تھی راحت نہ تھی آرام
نہ تھا۔ مجھکو رونے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا۔ حکیم صاحب نے جنکا پہلے ذکر خیر ہو چکا ہے حال سُنا
تو مجھکو اپنے پاس رکھنا چاہا لیکن اُن کی بی بی صاحبہ نے پسند نہ کیا مجبور ہو گئے اچھے اچھے
شیر مرد و پہلوان عورتوں کے ہاتھ سے مجبور ہیں۔ سب کے مشورہ سے جونپور جانا قرار پایا مکان پیری
رحیم بخش کے سپرد ہوا روتا دھوتا گھر سے تنہا چلا غریب چھوڑ کے اپنا وطن وطن سے چلے۔ پہلی
مرتبہ کا جانا۔ امّاں جان کا بلائیں لے کر رخصت کرنا یاد آیا مگر کیا ہو سکتا تھا خدا کے کام میں کیسا
دخل ہے اُف کر نہیں سکتے۔ مر سے جاتے ہیں یاد رفتگاں میں مر نہیں سکتے۔ اسٹیشن پر پہونچکر
حکیم صاحب کے ملازم نے جونپور کا ٹکٹ لے دیا جو ہیں گاڑی میں پاؤں رکھا اُدھر سے گاڑی کو انجن کا
دھکا لگا میں اُلٹے منہ پیچھے کو گرا۔ زندگی تھی مرتے مرتے بچ گیا لیکن ہاتھ میں ضرب شدید آئی جانے
کے قابل نہ رہا کس شوق سے ہم کوچۂ جاناں کو چلے تھے۔ اتنا ہی تھے ناگاہ پیا راہ میں دھکا۔
ٹکٹ بابو کوئی نیک نفس تھا اُس نے ٹکٹ واپس لے کر قیمت دیدی اور حکیم صاحب کا ملازم یکہ پر
ڈال کر مکان پر لایا وہ تیرہ بخت ہوں کہ زیادہ ہو تیرگی۔ روشن کروں چراغ اگر نور کے لئے
ہر شخص افسوس کرتا تھا پیری رحیم بخش دوڑے ہوئے ڈاکٹر کے پاس گئے ڈاکٹر صاحب آئے تو انکا
کو دیکھکر حیران رہ گئے اور مفصل حال دریافت کیا لوگوں نے حالات بیان کئے تو دادا جان کا نام لیکر
رو پڑے اور کہنے لگے اللہ مغفرت کرے حکیم جمال الدین مرحوم نے مجھے پرورش کیا پڑھایا اس گھر
میں ہم نے مدت تک آرام پایا اور کھیلا کھایا ہے بہت یاں پہ پاسکے ہیں آرام ہم نے وہ بہت
تھوڑی یاں سے اٹھاتے ہوئے ہیں۔ ہاتھ جھٹکا کر اُلٹا پڑا ہے ضرب آئی ہے مگر خدا کے فضل سے
امید ہے کہ جلد صحت ہو جائیگی تسلی و دلاسا دیا اور بڑی محبت و شفقت سے پٹی باندھی فیس بھی نہ لی

شفا منظور ہے تو شفا دے خدا کہ مسیحا کی بہت ہی مہربانی ہے۔ مگر ہماری کھوٹی قسمت ہر روز نیا رنگ لاتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے چھ ماہ سے تبادلہ کی درخواست کر رکھی تھی اور پے در پے عرضیاں دے رہے تھے مگر منظور نہ ہوتی تھی۔ ابھی ہمارے علاج کو دن ہی دن گزرے تھے کہ اجمیر کے تبادلہ کا حکم آیا اور ڈاکٹر صاحب افسوس کرتے ہوئے روانہ ہو گئے۔ ہمارے گھر کی ٹہنی پہ آشیاں اپنا فقط وہ شاخ ہری عمد سے پائمال کر دے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے قائم مقام سے ہر طرح سفارش کر دی تھی لیکن وہ بات کہاں ہے کسی کو غرض [illegible] جو رحم کرے حال زار پر۔ آٹھ دن کے بعد ایک دفعہ بن بلائے آئے لیکن فیس کے منتظر ہو گئے [illegible] ایک روپیہ نذر کیا۔ بہت ترش رو ہو کر لیا ہے۔ ترش روئی سے مرے جراح کی۔ خوب زخموں پر نمک پاشی ہوتی پھر نہ کسی کو ان کے بلانے کی ہمت ہوتی نہ وہ خود آتے۔ خدا بھلا کرے نوازش علی جراح کا جس نے ایک پیسہ نہ لیا اور بڑی محنت سے علاج شروع کیا۔ مگر تقدیر سے لاچار تھا۔ دو مہینے سے کم میں اچھا ہوا ہے۔ تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی۔ کچھ ایسی پڑی ہے کہ اٹھائی نہیں جاتی۔ جس مصیبت سے یہ دن کٹے اس کا بیان نہیں ہو سکتا ہے۔ نہ پوچھو حال دل کچھ دردمندان محبت کا۔ شب ہجر و وصل ہے گزرتی کس طرح کرتے ہیں۔

دوبارہ سفر کرنا اور نکاح اور ملازمت وغیرہ کا حال

صحت ہو گئی تو پھر جونپور کا قصد کیا اور ڈرتے ڈرتے ریل پر سوار ہو کر جونپور پہونچا۔ یہاں آکر دیکھا کہ بالکل حالت ہی بدل گئی ہے جس رئیس کے مکان میں رہتا تھا ان کی رحم دل پاک بی بی کا انتقال ہو چکا تھا ان کے بچوں کے چہروں پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔ نئی بی بی آ گئی تھیں جو نہایت تند خو بد مزاج تھیں۔ ہے مزاج ایسا ملا تھا کچھ خدا سے۔ لڑا کرتی تھی وہ چلتی ہوا سے۔ معصوم بچوں کے مارنے کو ذرا سا بہانہ ڈھونڈھتی تھی اور اس بے رحمی سے پیٹتی تھی کہ دیکھنے والوں کا رونگٹا کھڑا ہوتا تھا ہے۔ نہیں ضرور کہ اس کی کوئی خطا ہی کرے۔ بہانہ چاہئے کیا ظلم ناروا کے لئے۔ مجھے تو مجھے بھی بات بات پر دیتی تھی مگر ہاتھ صاف کرنے کی نوبت دو چار ہی دفعہ آئی تھی۔ خیر اسی حالت میں پڑھنا شروع کر دیا اور چونکہ [illegible] کا انتظام بہت اچھا تھا اس لئے اس زمانہ کی بیہودہ تکلیفوں کو برداشت کر کے انھیں جس سے [illegible] میں پرورش پاتا ہے۔ اس غم کدے میں کٹ گئی اپنی زندگی۔ قیدی یہ جیسے روز گذرا کئے [illegible]

اور جو تھوڑے سے نیکی کی جو نیچا رہا ہے تیرے کرم سے قفس میں نہال ہوں الہٰا۔ کہ دل سے بھول گئے
آشنا۔ آشیانی جتنا وہ اب گھر سے تو کچھ علاقہ ہی نہ رہا۔ دس برس جونپور میں رہا اور کئی عالموں سے عربی
میں اور علمی و ہنر سیکھا اور فارسی عربی پڑھی اور جملہ علوم دینی حاصل کئے خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ [illegible] کی
حالت میں مولوی [illegible] لگا [illegible] لوگ کہتے تھے مولوی صاحب [illegible]
[illegible] کا حال آپ سن چکے ہیں کہ پہلی بی بی سے [illegible]
دوسری بی بی سے بھی ایک لڑکا ایک لڑکی پیدا ہوئی تو پہلے بچے بالکل ہی فضول [illegible]
کا حال تو سب ہی جانتے ہیں لیکن ابا جان بھی کچھ بچوں کی طرف [illegible] آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتے غلاموں کی طرح [illegible]
اور یتیموں سے بدتر حال میں نظر آئے اب تو نئی بی بی سے [illegible] کہ کسی طرح یہ بلا سر سے ٹلے [illegible] کہ لڑکی تیرہ
برس کی ہوگئی اس کا جلدی سے نکاح کر دیجئے اور فرضوں سے ادا ہو جیے ہیں تو اس کی خدمت کرتے
کرتے تنگ آگئی میاں صاحب تو بے دام غلام تھے انکار کی مجال نہ تھی ۔ سینہ کو چیر کر جو وہ دل ہی
نکال لیں ۔ بندہ کی کیا مجال کہ اف ذرا کرے ۔ ایک دو ہفتہ رشتہ داروں میں تلاش کیا کہیں کوئی
مناسب موقع نہ ملا اور سر دست کوئی دوسرا آدمی نظر نہ آیا میرا حسب و نسب چونکہ ان کو معلوم تھا کہ ان سے
اچھا صدیقی شیخ ہوں لہذا انھوں نے میری غربت اور مفلسی کا کچھ خیال نہ کیا اور خرچ سے بچنے کی سبب سے
اچھی تدبیر سوچی کہ مختصر سامان کرکے مولانا سخاوت علی صاحب کے مدرسہ سے ایک بزرگ ملا کو بلا کر اپنے
دروازے پر دس بیس آدمی جمع کرکے نکاح پڑھا دیا ۔ آئے قاضی جی اور نکاح ہوا ۔ عیش و عشرت سے پھر بہار
ایک مہینہ اگرچہ رئیس کی بی بی صاحبہ کے طعنے سہنے مگر خوب آرام سے گذری ۔ عمر زندگانی کی شوق ربانی
رخصت ہو گیا ان مرے پاؤں کو زنجیر کے ساتھ ۔ مگر اب اس نے نکالنا چاہا اور لڑائی جھگڑا کرتی اور کہتی
کہ جاؤ اپنا راستہ دیکھو ۔ بس ہو چکی خاک سے اٹھا لیجئے ۔ تب تو ہماری بھی فکر پڑی ادھر ادھر روزی تلاش
کی اتفاق سے قریب ہی دوسرے محلہ میں ایک پرانی وضع کے متوسط الحال شخص رہتے تھے انھوں نے اپنا
ایک خالی مکان رہنے کو دیا اور بیٹے کے پڑھانے کے لئے مجھے مقرر کر دیا قسمت کی نحوست دیکھئے پہلا ہی ہفتہ اول
تو وہ بزرگ خود مبتلا ہوتے مگر بچ گئے ۔ دو تین روز کے بعد ان کے اسی لڑکے کو مرض پڑا اور تین ہی دن میں
ختم ہو گیا ۔ یہ ہوا کیسی چلی اے باغباں ۔ جو پھول نہ پایا نہ گل کملا گیا ۔ پھولنے پھلنے کی نوبت نہیں
آنے پائی [illegible] ان کو [illegible] مرنے کا [illegible] سے لاگ ۔ مجھے جس قدر رنج و غم ہوا [illegible]

اُس کے ماں باپ کو بھی نہ ہوا ہوگا جو مجھ پر مکان میں تو انہوں نے بٹھا دیا لیکن ملازمت گئی ع فاقہ نے بجلی
گرا دیا جس نے تاریخ سارے خرمن پر ۔ اگر ہو سلسلہ ملک دانہ بھی اس میں میری قسمت کا ۔ اُنھیں کے رشتہ داروں
میں میر عباس علی وکیل رہتے ۔ مجھ سے انہوں نے کہا کہ ۸ روپیہ اور کھانا دیں گے آپ صبح سے دس بجے
تک ہمارے دو لڑکوں کو عربی فارسی پڑھا دیا کریں ۔ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں ہم نے بڑی خوشی اور رغبت
سے منظور کیا اور پہلے روز جا کر بڑی ہمت اور محنت سے پڑھایا ۔ اگلے روز ہم پہونچے تو لڑکے ندارد
ملازم کہتا ہے مجھے خبر نہیں تھا وہ [illegible] نہیں پھر ملازم نے آوازیں دیں زنجیریں
کھٹکھٹائیں تو بہت دیر کے بعد ماما صاحبہ نکلیں ۔ اور کہنے لگیں کہ بی بی اپنے بچوں کو نہیں بھیجتی اور کہتی ہیں
کہ ہمارے جاہل ہی جیتے رہیں تو غنیمت ہے تعجب ہوا اور فکر و تردد میں بیٹھا رہا ع عجیب پھیر مقدر نے
مجھ کو دکھلایا ۔ بنتے بناتے ہوئے کام میں فتور آیا ۔ گھنٹہ بھر کے بعد وکیل صاحب گھر میں سے تشریف لائے
اور سر جھکا کر ندامت کے لہجے میں کہنے لگے کہ مولوی صاحب معاف فرمائیے مجبور ہوں لڑکوں کی والدہ
ایک سے لاکھ تک نہیں مانتی کہتی ہے کہ میر صاحب کے لڑکے کو بھی مولوی صاحب پڑھاتے تھے میں
اپنے بچوں کو ہرگز نہ بھیجوں گی ۔ ہر چند سمجھاتا ہوں کہ ایسے باطل وہم کرنا شرک ہے ہرگز ایسا خیال
دل میں نہ لاؤ یہ سب تقدیر کے کھیل ہیں ان میں کسی کو کیا دخل ہے خدا تعالیٰ نے جس کام کے لئے جو
مدت مقرر فرما دی ہے اور جس شخص کی جتنی عمر لکھ دی ہے اس سے ایک پل بھر آگے پیچھے نہیں ہو سکتی
لیکن عورتوں کی جہالت تو آپ جانتے ہیں وہ بالکل نہیں مانتی میں نے کہا کہ جناب وکیل صاحب
اس معاملہ میں اصرار مناسب نہیں ہے کوئی دوسرا انتظام فرما لیجئے ۔ وہاں سے کھانا کھا کر اپنی قسمت
کو روتا ہوا واپس ہوا ع اس گلستاں میں ہے مجھ سا کون طائر بد نصیب ۔ پاؤں رکھوں میں جہاں
شاخ نشیمن خشک ہو ۔ چند روز کی بیکاری کے بعد بعض طالبوں کی توجہ سے ایک رئیس کے صاحبزادے
والا شان کو عربی پڑھانے کے لئے مقرر کیا ہماری شومی قسمت سے وہ کچھ ایسے کند ذہن اور شوخ اور
بد شوق تھے کہ کئی مدرس ان کی بد شوقی و نالائقی سے تنگ آ کر رخصت ہو چکے تھے ع شوخیاں
دیکھ کے طفلان پری چہرہ کی ۔ راہ لی گھر کی معلم نے دبستان چھوڑ کر ہمت کر کے ڈرا دھمکا کر
کام لینا چاہا تو ایک ہفتہ کے بعد صاحبزادے بیمار ہو گئے ۔ پھر تندرست ہوئے اور کام شروع کیا
تو کسی سے کہا نہ سنا آدھی رات کو گھر سے نکل کر فقیر ہو گئے [illegible] تک [illegible] خطوط اور تار

اور تنگی زدہ و پڑے تھے رہتے گھر پر کبھی وقت نہ تھا کہ کھانا تک پکا ہم نے بھی فاقہ پر فاقہ کیا۔ آخر مایوس ہو کر
بنارس سے رخصت ہو مدرسہ کا ارادہ کیا ۔ ۵ پھر چلے جونپور کو آئے تا اسید آئے تھے لیکن امیدواری
شاملاں ایک شیخ [illegible] بزرگ [illegible] بیٹھے تھے یہاں تین [illegible] کو حال معلوم ہوا تو بہت افسوس
کیا [illegible] لگے کسی [illegible] بزرگوں کے دل [illegible] اور
اپنے [illegible] گشت [illegible] اور انجمن [illegible] وعدہ کیا [illegible] لوگوں کو
ترغیب دلائی چندے لکھے گئے کچھ وصول بھی ہوئے اور مدرسہ جاری ہوا پچیس روپیہ ماہوار ہم کو ملنے
لگے فقیر اللہ کا بہت شکر ادا کرتے اور عربی فارسی سب کچھ پڑھاتے کسی قدر اطمینان کی صورت پیدا
ہوئی تھی کہ [illegible] خط آیا کہ تمہارے خسر کی ریاست نیلام ہوتی ہے سخت پریشانی ہے ذرا یہاں
ہو جاؤ بقر عید کی تعطیل میں جونپور آیا تو دیکھا کہ کارخانہ بگڑ گیا ہے ۵ ایک ہفتہ میں نہ کیا کیا ہو گیا
دیکھی ہیں رنگ ہفت افلاک کے ۔ ہر طرف مفلسی اور نحوست چھا رہی ہے ادبار کا سماں ہے ۵
بگڑ گئے ہیں یکا یک بنے ہوئے کیسے ۔ بمشکل پیٹ بھر کھانا ملتا ہے ۵ بگڑ جاتے ہیں لاکھوں گھر
ہزاروں بنتے جاتے ہیں ۔ جہاں میں رات دن جاری خدا کا کارخانہ ہے ۔ خسر کو مفلسی میں ان کی
نئی بیوی بہت حیران کر رہی ہیں۔ دو تین بچے اور پیدا ہو کر مفلسی میں اولاد کا دھاڑا ہو گیا ہے اور
اس پر طرہ یہ کہ ایک نواسا بھی ساڑھے تین مہینے کا ہو کر غٹر غوں کرنے لگا [illegible] ۵ مفلسی میں [illegible]
آفت ہے [illegible] نئی اولاد کی مصیبت ہے [illegible] اب بجز اس کے کچھ چارہ نہ تھا کہ بیوی اور بچے کو قنوج سا
لایا اور ایک مکان لے کر ٹھہرایا۔ وقت اور تکلیف بھی پیش آئی لیکن اور کوئی صورت بھی نہ تھی۔ اب
خرچ بڑھا اور آمدنی کم ہونی شروع ہوئی مدرسہ کے چندے سے مشکل [illegible]
کا جوش سرد ہو گیا اور شوق کم [illegible] حسن شاہ صاحب حج کو چلے گئے کوئی محرک رہا نہ معاون [illegible]
سے پندرہ ہو گئے اور پندرہ سے دس رہ گئے اور پھر دس کی کوئی صورت نہ رہی بڑی مصیبت گزرنے
لگی ۵ مرقد میں بھی نصیب کی گردش وہی رہی ۔ سمجھے تھے ہم کہ زیر زمیں آسمان نہیں ۔ نہایت
تکلیف سے بسر کرتے تھے کہ مفلسی میں آ گیا گھر میں حمل کے آثار نمایاں ہوئے نہایت فکر دامن گیر
ہوئی لیکن فکر سے کیا ہوتا ہے ۵ چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو ۔ سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہی
آخر [illegible] ایک ہی دن گذرا تھا کہ اسی ناداری و تکلیف کے زمانہ میں دختر نیک اختر پیدا ہوئی

جیسا حسب حال نام حسرت بادی پی رکھا گیا۔ اب تو تین سے چار ہوئے کچھ روز قرض متواتر رہتا کام چلا مگر آخر وہ بھی بقول "القرض الاجل" ثابت ہوا ؎ کوئی مراد جو چاہی حصول ہی نہ ہوئی۔ دعا کے مرگ جو مانگی قبول ہی نہ ہوئی۔ کوئی پوچھنے والا نہ رہا ؎ شعر یہ حال بیکس کون ہوتا ہے خدا کا آسرا۔ اچھا اور بہلاوا نہ تال کا رانا کا ہی نہ پوچھو مقصد برنا گلا ہے اور پہونچا۔ وطن کا خیال آیا اور حال دریافت کرنے کے لیے خط بھیجا وہاں سے وہاں کے لوگوں نے تحریر کیا کہ بیٹے اللہ کا شکر ہے رازق ہے گھر آجاؤ۔ ؎ آسرا کہتی ہے حسرت آوارہ وطن سے رزق سے پھرا رزاق وہیں تھے۔ کہ بیوی بچوں کو ساتھ لے کر بمقتضائے "کل شئ یرجع الی اصلہ" بارہ برس کے بعد وطن پہونچا مگر رزاق مطلق نے اپنی حکمت سے ہمارے رزق کا پیمانہ ہمیشہ مختصر رکھا کبھی مدرس رہے کبھی معلم کبھی واعظ کبھی امام مگر فراغت کبھی نصیب نہ ہوئی ؎ چھوٹے پھلے نہ آئے گلستان دہر میں ہم وہ شجر بے بر باغ سے جو بے ثمر گئے ؎ سر نوشت اپنی جو کچھ واژگوں طالع کی ہے بہشت بدنا فقط لگا تھا جو تقدیر میں۔ ؎ باغ عالم میں وہ ناکارہ شجر ہوں جو کبھی نخل ماتم کی طرح ہوتا نہیں زینہار سبز۔ مولوی جمال الدین مرحوم بڑے خلیق آدمی تھے جب اور زیادہ تفصیلی حالات کی فرمائش کی جاتی تو کہتے بھئی معاف کرو ؎ یار غمخوار میرے حال کو سب پوچھتے ہیں۔ اور پھر پوچھ کے کہتے ہیں کہ قسمت تیری۔ ؎ ہوا کسی سے اپنی کہانی اگر کہوں۔ طاقت جواب دے کہ نہ بار دگر کہوں۔ اور اگر زیادہ اصرار ہوتا تو پھر کچھ سنانے لگتے اور کہتے ؎ حسرت انگیز حکایت ہے عجب قصہ ہے۔ داستان غم کی مری قابل تکرار نہیں۔ اگر ہم ان کے تمام حالات لکھیں تو ایک دفتر ہو جائے لہذا چند خاص حالات لکھ کر ختم کرتے ہیں ؎ ہے مناسب اب کریں کوتاہ یہ تقریر ہم

برسات کا واقعہ

آئے دیکھا کہ چاروں سے مکان ٹپک رہا ہے۔ دم بھر سے پہلے ہی چارپائی کھڑی کرکے کپڑا درست کرنے کیلئے آہستہ آہستہ چھت کی روزنے سے بارش ہو رہی تھی کھیروں پر کالی جم گئی تھی بادل جو چھپا کوئی تین گھنٹے کپڑے آخر ٹپکتا اور بیچا ہانڈی پر گرے ہانڈی پھوٹی کپڑے لوٹے ٹوپیاں اور بچوں نے سے پہلے ہی ختم کردی تھیں

شوربا بہتا ہوا چلا گیا ۔ بڑی بڑی ہڈیاں ہیں وہ بھی نیچے چوا اچھی بڑی [illegible] قسمت کچھ ایسی ہمارے
بچے گھر سے لائے تو کوئی کسر نہیں رہی تھی مگر چاپ پانی میں اٹک کر رہ گئے ۔ شکر ہے بچ گئے وگرنہ
اٹک گیا آج سر کی خیر تھی اچھا کچھ درست نہیں ہوا تو انشاء اللہ ہو گیا ۔ چلتے ہوئے بچوں کی ماں نے
دو پیسے اور [illegible] کا پیالہ دیا اور کہا کہ خرید لو [illegible] نماز پڑھ کر بازار سے دو پیسے کا شوربا لیتے آنا ورنہ
بچے گھر دیکھ کر روٹی پائیں گے [illegible] بیٹیاں میری تو ڈر کھائیں گے ہم اپنے وظیفے سے فراغت پا کر شوربا لئے
ہوئے [illegible] کی دکان پر پہنچے اس نے ہم کو پہچانا اور بڑے زور سے مصافحہ کیا ۔ بعد مدت کے
آئے [illegible] خوش [illegible] آپ کے مزاج شریف ۔ اور بڑی خاطر سے بہت سا گوشت و شوربا دیا
خوشی خوشی رومال سے ڈھانپ کر الحمد للہ الحمد للہ کہتے ہوئے مکان کو چلے ۔ اللہ اکبر ہر آن گوشت
کی خاطر میخواست ۔ آمد آخر زپس پردہ طبلِ خ پدید ۔ دروازہ کے سامنے کیچڑ بہت تھا ایک کر چوکھٹ
پر پاؤں رکھنے لگے دوسرا پاؤں پھسلا اور بری طرح گرے مگر خیر ہو گئی دیوار پر ہاتھ ٹھہر گیا زیادہ چوٹ
نہیں لگی ۔ بچے بیٹھے تھے شوربے کے انتظار میں وہاں کا سنکر شور کرتے ہوئے نکلے ۔ ابا گر گئے ہوں
کہیں کیچڑ میں پھسل کر پڑ رہے ہیں کوئی چیز گری تھی ابھی وہم سے ۔ شوربے کا تو نشان بھی نہ رہا تھا پیالہ
کا کنارا ٹوٹا ہوا دیکھ کر رونے لگے ماں نے تسلی دی کہ تمہارے ابا بچ گئے یہی غنیمت سمجھو ۔ جان ابا
کی بچی شکر کرو اسے بچو شوربے اور بہت اور پیالے صدقے ۔ دیکھو گوشت رہ گیا ہے اس سے روٹی کھانا
۔ شوربا گر گیا تو صبر کرو ۔ روٹیاں کھا کے دل کو بہلاؤ ۔ ہم نے تہمد باندھا پاجامہ نکال کر دھویا نیک بخت
بی بی نے بہت دھونک کر مصیبت سے آگ جلائی ایک طرف سے ہم نے اور ایک طرف سے اس نے
پکڑا اور آگ پر خشک کرنے لگے ذرا خیال ہٹا تو ہاتھ سے پاجامہ چھوٹ کر سیدھا چولہے میں گیا گو بھیگا ہوا
تھا اور بہت جلد اٹھا لیا مگر بالشت بھر پھر بھی جل گیا ۔ اور آفت پر یہی آفت کہ پاجامہ جلا ۔ داغ
پر یہ داغ مجھکو میری قسمت نے دیا ۔ ہم اس میں مشغول ہوئے بچے تماشا دیکھنے لگے ادھر بلی آکر پیالی میں
سے بوٹیاں لے گئی بچے غل مچاتے اور بلی بلی کرتے رہ گئے ۔ ہر چند کہ بچوں نے بہت شور مچایا ۔
لکھا تھا جو تقدیر میں وہ سامنے آیا ۔ بچے بہت روئے مگر ہم جو اپنے ساتھ سفر سے کچھ مٹھائی لیتے آئے تھے وہ
دیکر بہلایا اور [illegible] کچھ کھا کر بڑا دیا ۔ ہم نے کچھ کھائی اور صبر و شکر کرکے لیٹ رہے مگر نیند کیسے آتی ۔
[illegible] چارپائی [illegible] بارش کا [illegible] ختم ہوتا ہے [illegible]

دم بھر کو تھمتی ہی نہیں بارش باراں ٭ برسات کا موسم ہے مرے دیدۂ تر کا ٭ ادھر سے ادھر پھرتے ہوئے صبح
ہو گئی ـ۵ مصیبت کی شب بھی بسر ہو گئی ٭ تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی ٭ نماز و وظیفہ سے فراغت ہوئی تو کھانے
کی فکر دامنگیر ہوئی ـ۵ طاعت میں لطف کیا ہو خدائے کریم کی ٭ ہر وقت فکر ہے مجھے شکم لئیم کی ٭ گھر میں
تھی صرف ایک ہی پیسہ تھا آٹھ آنہ محلہ میں پھر ڈھونڈے سے قرض لئے اٹھنی اور پیسہ جیب میں ڈالکر لڑکے کو ساتھ
لیکر بازار کو چلے ۔ ایک پیسہ کا تو ساگ خرید کر گھر بھیجا ۔ اب آٹھ آنہ کا غلہ لینے چلے کچھ تو نرخ گراں کچھ
لالچی بنئے اڑتا تو لا ذرا ایسے تو ہم کا دیا کہ بیا تو کیا خدا سمجھا ہم آٹھ آنہ کا نہیں دیتے ـ۵ کچھ کال نے کچھ بیوپاری
نے کچھ بنیوں نے مارا ٭ بازار میں لٹتا ہے خریدار بیچارا ٭ خیر غرض جو کچھ رومال میں ڈالدیا باندھکر لڑکے کے
کاندھے پر رکھا ۔ آٹھ آنے دینے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا تو پیسہ نکلا ۔ پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی
ـ۵ کاٹو تو لہو نہیں بدن میں ٭ رعشہ سا پڑا ہے جان و تن میں ٭ لڑکے کو وہیں ٹھہرا کر دوڑے کنجڑن
کے پاس پہونچے کہ اے نیکبخت جمن مائی پیسے کی جگہ اٹھنی تو نے پائی ذرا واپس دیدے ۔ بہت خفا ہوئی
جھنجلائی کہ آٹھ آنہ کیا چیز ہے ہم ہزاروں روپیہ کے لئے بھی ایمان نہ کھوویں اچھے مولوی صاحب آئے
طوفان اٹھانے ۔ اور ٹاٹ الٹ کر تمام پیسے کوڑیاں اور دھیلے سامنے ڈالدئے جن میں اٹھنی نہ تھی ـ۵ ساری
چیزیں ہیں میاں بازار عالم میں مگر ٭ ڈھونڈھتی ہیں جسکو آنکھیں آہ وہ سودا نہیں ٭ کیا کر سکتے تھے قہر درویش
بجان درویش ۔ لاچار ہوئے محلہ میں پہونچے شیخ جیرن سے آٹھ آنے قرض لئے دوڑے ہوئے بازار پہونچے
لالہ جی کی نذر کئے اور لڑکے کو ساتھ لیکر گھر کو چلے ۔ ادھر سے ایک حمال دوڑا آرہا تھا اسکا دھکا لگا لڑکے کے
کاندھے پر سے گٹھری گری کچھ سڑک پر کچھ نالی میں غلہ بکھر گیا ـ۵ ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا
آپڑی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی ٭ جلدی جلدی غلہ کو سمیٹا اور خاک بلا سمیت رومال میں باندھا ۔ خشک تو پہلے
بھی نہ تھا مگر بھیگی ہوئی زمین پر گرکر تو خوب ہی تر ہو گیا تھا چکی میں پڑا تو چکی اپنی چال بھول گئی ۔ لاچار ہو کر
چولھے پر رکھکر کسی قدر خشک کیا اور بڑی مشکل سے پسوا لیا آٹا تیار ہوا تو ہانڈی میں ساگ پکنے چڑھا
آٹا گوندھا گیا ۔ گھر بھر کو خوشی ہو رہی تھی اور کھانے کے منتظر تھے کہ دفعتاً چھت کی طرف سے تڑاخ کی آواز
آئی اور ہانڈی تڑخ کر چولھے میں ساگ گرنا شروع ہوا ۔ بچوں نے اماں اماں کا غل مچایا ـ۵ دوڑ کے پہنچے
تو چلا کے چولھے کے پاس ٭ تو غائب ہوئے ماں کے ہوش و حواس ٭ ابا جان نے بلا تحاشہ خالی
ہاتھوں سے پکڑ کر ہانڈی کو زمین پر اتار کر رکھدیا ۔ ساگ کچھ بچ گیا لیکن ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے وہ

مدت تک کھانا پکانے کے قابل نہ رہیں ۔ وہ کام بگڑتا ہے جو مشکل نہیں ہوتا ۔ مقصود ہمارا کوئی حاصل نہیں ہوتا ۔ سب کی آنتیں قل ہو اللہ پڑھ رہی تھیں یہ مصیبت پیش آئی تو حواس بھی گم ہو گئے آخر جو نا کیا نہ کرتا آٹا لینے میں وہاں کر زمان بادی کی دکان پر پہونچے اس سے کہا مولوی صاحب بارہ پر ایک سیر بیچے گا اس وقت تندور کہاں اب تو بالکل ٹھنڈا پڑا ہے ۔ جو دانہ چاہیں تو [illegible] منگوا لیجئے جو مانگیں پانی تو دریا کنارا ہو جاتا ہے قسمت یا نصیب یہ کہکر وہاں سے چلے گھر آئے بچے دوڑے ابا روٹی لائے روٹی لائے جب دیکھا کچا آٹا ہے تو رونا شروع کیا سمجھا بجھا کر تسلا کر آٹا دے کر پیرجی رحیم بخش کے گھر بھیجا تو آپ کی کسی جگہ دعوت تھی آج تنور نہ چڑھا تھا پیر بخش کے گھر گیا تو ان کی بیوی نے جواب دے دیا تھا ایک شخص [illegible] اور کہا کہ آج تو نہیں چڑھا ۔ تنگ ہیں ہم خوبی تقدیر سے ۔ بچوں نے تو دو دو لقمہ کھا کے رونا دھونا موقوف کیا لیکن یہاں خود بھی بھوک سے تاب نہ رہی تھی اور اہلیہ صاحبہ کو تو دوہری مصیبت تھی ۔ ہاتھوں کی سوجن اور معدے کی جلن ۔ پہلو میں ہے جگر میں ہے سینہ میں درد ہے ۔ اسے چارہ گر بتا کہ بتاؤں کہاں کہاں ۔ بمشکل ہم نے خود ہی آگ جلائی توا چڑھا کر موٹے موٹے چونگ کر دئیے ۔ اس نیک بخت بی بی نے ہر چند چاہا کہ اسی حالت میں کسی طرح پکاوے لیکن اس کی تکلیف اور سوزش کو دیکھکر دل نے ہرگز گوارہ نہ کیا ۔ چاہئے انسان کو رکھے دوسرونکا بھی خیال ۔ خود پرستی جن میں ہے وہ بدتر از حیوان ہیں پکی پکی روٹیاں تیار ہوئیں تو سب نے بیٹھکر کھانا شروع کیا لقمہ منہ میں لیا تو معلوم ہوا ساگ میں بالکل نمک ہی نہیں ۔ بچے دوڑے ہوئے گھر میں نمک اٹھانے گئے تو دیکھا کہ سب نمک پانی ہو کر بہ گیا ہے ۔ سوچتے رہ گئے پیسہ بھی پاس نہ تھا ۔ لڑکے نے جاکر ہمسایہ کی عورت سے کہا کہ خالہ نمک ہے ذرا سا دیدو اتفاق سے اندر اس کے شوہر بیٹھے تھے گھبرا کر نکلے کہ یہاں نمک کی دکان کھلی ہے [illegible] ہم غریب لوگوں سے ایسی سخاوت نہیں ہو سکتی جاؤ کہدو نمک نہیں ہے ۔ مارتے ہیں قبر پر حاتم کی لات ایسے دنیا میں کہاں [illegible] ان کی دیوار کے نیچے ایک غریب کہار رہتا تھا جو اکثر وعظ سنا کرتا تھا اُسے [illegible] لیکر دوڑا ہوا دروازہ پر پہونچا ۔ دیکھنا ایسے بھی ہوتے ہیں خدا کے بندے اور [illegible] مولوی صاحب فرماتے تھے کہ جو شخص نمک دیتا ہے اسکو اتنا ثواب ملتا ہے کہ گویا تمام کھانا اسی نے کھلایا ہو ۔ بہانہ جو ہے خدائے کریم کی رحمت ۔ مثل تو کچھ بھی نہ تھا یہ بھی [illegible]

نمک پیس کر ساگ میں ڈالا اور سب نے کھا کر حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا ہے شکر ہر نعمت کا واجب ہے مگر
کیا کریں ہم سے ادا ہوتا نہیں ہے فکر کرتے ہیں علاوہ اپنی تقصیرات کا اور کچھ اس کے سوا ہوتا نہیں ہے

ایک مسافر کا حال

ایک مرتبہ بہت اصرار کیا تو مولوی جمال الدین صاحب مرحوم فرمانے لگے کہ اچھا آج ہم آپ کو اپنے ایک سفر کا حال سناتے ہیں جس سے اکثر سفر کی بڑی [illegible] ... آوارہ [illegible] پھر تو اپنے مفلسی ہے

ایک دفعہ خرچ کی بہت تنگی پیش آئی تو شب کی گاڑی میں سفر کا قصد کیا خود سو رہے اور بچوں کی ماں کو بٹھلا دیا کہ تم جگا دینا اس نے ٹھیک وقت پر ایک بجے جگا دیا گٹھری اٹھا کر بڑے اطمینان سے ریل پر پہونچے سو وہاں دیکھتے ہیں کہ تمام اسٹیشن خالی پڑا ہے ڈوبے جاؤں تو دریا ملے پایاب مجھے ؛ موت مانگوں تو رہے آرزوئے خواب مجھے ؛ چپراسیوں اور قلیوں سے پوچھا تو ہنس کر کہنے لگے کہ دن کو بارہ بجے آتا ہے [illegible] ایک گاڑی جاتی ہے کہا وہ ایک ہی بجے چلی گئی آج اکتوبر کی پہلی تاریخ سے وقت بدل گیا ہے کل کا ذکر نہ پوچھو ؛ مقدر کا گلہ ہے اور میں ہوں ؛ راضی برضا دوسرے وقت کے منتظر ہوگئے بہت سے آدمیوں سے ٹھیک وقت دریافت کرکے ایک گھنٹہ پیشتر ہی اسٹیشن پر آ بیٹھے ہے لوگ کہتے ہیں وہ کل آئے تھے پر تم نہ ملے ؛ آج ہم صبح سے سامان کئے بیٹھے ہیں ؛ بہت انتظار کے بعد ٹکٹ کی گھنٹی بجی اٹھے اور ہمت کرکے لوگوں کی بھیڑ کو چیر کر گھس گئے [illegible] کرتے بچتے ٹکٹ کیا پھر [illegible] ٹکٹ بابو صاحب نے ہاتھ میں روپیہ لیتے ہی کہا کہ یہ نہیں دوسرا دیجئے اور اس زور سے پھینکا کہ دور جا کر گرا ہے اور بھی گردوں ستاتا ہے جو ہوتا ہے ضعیف ؛ پامال گاؤ دہقان جو خرمن خشک ہوتا ہے ؛ ہر چند تلاش کرتے ہیں مگر نہیں ملتا آدمی پر آدمی گر رہا تھا بڑی مصیبت ہوتی ہے یا الٰہی کیا کریں کس سے کہیں ؛ ایک بندۂ خدا قدم جمائے ہوئے کھڑے تھے ہر چند کہا مگر ذرہ ہوا نہیں ہٹے بقول [illegible] از جائی نہ بند ہے بیٹھے ہیں رہگذر پہ ہم کوئی ہمیں اٹھائے کیوں ؛ روئیے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں ؛ آخر بہت رد و کد کے بعد لوگوں کے ہٹانے سے پاؤں ہٹایا تو قدم شریف کے نیچے سے روپیہ برآمد ہوا ہے سانپ کے نیچے سے جیسے کہ دفینہ نکلے جلدی اور اضطراب میں کئی مسلمان [illegible] سے کہا کہ ارے صاحب ذرا روپیہ بدل دیجئے کوئی کہتا ہے

ہمارے پاس روپیہ نہیں۔ کوئی فرماتے ہیں کہ ہمکو خود ضرورت ہوگی تو کس سے لیں گے غرض۔
سے چٹلیاں تک بھی تو پھر جاتی ہیں جبکہ وہم مرغ ہ وقت پڑتا ہے تو سب آنکھ چرا جاتے ہیں ؛ آخر
ایک دوکاندار حلوائی کے پاس پہونچے اُس نے کہا بابو صاحب روپیہ بہت کم ہے ابھی سپرد کرتا
لیجیے۔ ادھر گاڑی کی گڑگڑاہٹ نے دلکو بیقرار کیا ضرورت نے پندرہ آنہ غنیمت سمجھے اور ٹکٹ
کی کھڑکی پر آئے۔ گاڑی پلیٹ فارم پر آگئی تھی بابو صاحب کھڑکی بند کرکے بہت سے آدمیوں کو چھوڑ
کر چلے گئے تھا شور و فغان راستے سے مرغان قفس کا ؛ پر رحم ذرا دل میں نہ صیّاد کے آیا
بہت چلائے اور شور مچانے کے بعد مسافران بیکس کی فریاد بابو صاحب کی آرام گاہ تک پہونچی
آہ نے تاثیر میں آخر اثر پیدا ہوا خفا ہوتے ہوئے اٹھے اور بڑی ترشروئی سے کھڑکی کھول کر بہت
اطمینان سے ٹکٹ دینا شروع کیا دم لبوں پر ہے یہاں اور جاں نکلی جاتی ہے ؛ کہتے ہیں صاف
وہ کہ ٹھیر وآئیں گے ؛ ہم نے بھی ساڑھے چودہ آنہ دیکر ٹکٹ لیا اور خوش قسمتی پر نازاں ہوکر
گاڑی میں سوار ہونے کے لئے دوڑے بخت رسا و خوبی طالع سے اے جنوں ؛ زندان کا در کھلا
ہے گر زنداں جو چلو ؛ گاڑی میں پہلے ہی سے جائے تنگ ست و مردمان بسیار ؛ کا جلوہ نظر آرہا تھا
پھر بھی افراد کی کثرت نے غضب کرکے وقنا ربنا عذاب النار ؛ کا وظیفہ پڑھوا دیا جو لوگ
پہلے ٹکٹ لے چکے تھے اُن کو بہت دھکم دھکا اور ہاتھا پائی کرکے بمشکل جگہ ملی مرتے ہیں یاں جو
پہلے آئے ہیں ؛ پیچھے والوں کا ٹھکانا ہے کہاں ؛ پچھلے لوگ ادھر ادھر دوڑ رہے تھے کہ گاڑی پٹڑا کے
تمام روانہ ہوگئی اور اُس کے مشتاق اپنے بابو کس دلوں کو تھامے ہوئے حسرت بھری نگاہوں سے
دیکھتے رہ گئے حسرت پہ اس مسافر بیکس کی رو دیتے ؛ جو رہ گیا ہو سامنے گاڑی کے آنکر ؛ شام
کو چھ بجے دوسری گاڑی جاتی تھی مکان واپس جانے کو تو قدم نہ اُٹھا اُسی کے انتظار میں کمبل بچھا کر
لیٹ رہے بایں کس منہ سے گھر جاؤں [illegible] چلیے ؛ ذرا غنودگی سی
آئی تھی کہ پشت پشت کی آواز آئی منہ کھول کر [illegible] بندھا ہوا سر کے
پاس رکھا تھا اُس کو بابو صاحب کا ولایتی کُتّا اُٹھائے لیے جا رہا ہے لوگ چھڑانے کے لئے پشت
پشت کر رہے ہیں۔ کُتّے نے منہ مار کر کپڑا پھاڑ ڈالا اور روٹی چپٹ کر [illegible] گیا تھا
سے بچا ہوا قریب کے [illegible] اس کو تھیڑ [illegible] کیوں پسند آتا تھا مگر یاں ہم سے کھو دیا۔

کہیں بیچارے نے جلا پایا تھا ایک تو کیا جاتا حل۔ پہنچے تو پھر بھی شرمندہ استخوان۔ خراب ہوئی دل میں بہت شرمندہ
پہنچے پھر پریشانی ہوئی بڑی دشواری سے وہ مصیبت کا وقت کٹا دوسری گاڑی کی آمد آمد ہوئی گھنٹی دی
مشکل گر ہم بھی کمبل اپنا سنبھال کر تیار ہو بیٹھے اور گاڑی کی گڑگڑاہٹ سنتے ہی فوراً ٹکٹ لے کر بھاگے
ہونچی تھی۔ پہلے اسی خالی درجہ کو دیکھ کر داخل ہو گئے اور کمبل کا بستر لگا کر ایک جانب بیٹھ گئے
کہیں سے کوئی آ نہ جائے پھر بیٹھے بیٹھے انتظام کرتے شاید اٹھ کر آنکھیں
جوق جوق مسافر آتے اور سوار ہونے لگے ہم بہت خوش تھے کہ ہمارے درجہ کی طرف کسی نے رخ
نہیں کیا ایک آدمی آیا بھی مگر کچھ دیکھ کر دوسرے درجہ میں چلا گیا۔ اس کا سبب ہم نہیں دیکھ سکے
بھاگا۔ بد نصیب آ ہی آئی اسے آنا ہی تھا پھر بد نصیب۔ سب مسافر سوار ہو گئے پہلی گھنٹی بجی اور ریل
چھوٹنے کا انتظار ہونے لگا کہ نہیں دیر دم نکلنے میں۔ بس ذرا انتظار باقی ہے۔ ادھر سے ایک کالی
ٹوپی والے ٹکٹ کلکٹر پہنچے کہ تم ٹکٹ دکھاؤ۔ ہم تو ہاتھ ہی میں لیے بیٹھے تھے فوراً پیش کر دیا
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ ٹکٹ ہاتھ میں لے کر اچھی طرح دیکھا بھی نہیں اور جھٹ ڈانٹ کر
بولا اترو جلدی اترو۔ نکلو جلدی گاڑی جاتا ہے۔ ول یہ فرسٹ کلاس یاد رہے ہم تمہیں جانے گا
کہا کہ بابو صاحب بہت بہتر ہے۔ بھول کر یاد چلے آئے ہیں ہم خطاوار گنہگار چلے جاتے
ہیں۔ اور کمبل اٹھا کر دوڑے تو جس درجہ کو دیکھتے ہیں وہی بھرا ہوا ہے اور اگر کسی میں گنجائش بھی
ہے تو لوگ دور ہی سے شور مچاتے ہیں کہ آگے جاؤ جگہ نہیں ہے۔ ادھر
پریشان کہ دوست ایک نے رحم کھا کر دروازہ کھولا اور پکارا کہ آؤ بھائی یہاں آ جاؤ
مصیبت میں سب کے کام آنا انسانیت ہے جو ایسا نہیں ہو وہ آدمی نہیں ہے
تنگی تھی مگر ذرا سہارا مل گیا اور بیٹھ تو گیا کہ کمبل اسی درجہ میں چھوٹ گیا غصہ کیا کہ
اگرچہ وہاں بہت دوڑ کر اٹھا لاتیں۔ درجہ کھلا ہی تھا کہ ریل چلنے لگی اور سپاہی نے دھکا دے کر دروازہ بند کر دیا
ہماری انگلی کچلنے سے بچ گئی۔ دنیا بامید قائم ہے۔ سب نے کہا کہ کچھ فکر نہ کرو اگلے اسٹیشن پر جا کر اٹھا لینا۔
اب ذرا اطمینان ہوا تو اس کا شکریہ ادا کیا سچ ہے کا سلسلہ شروع ہوا
اور گاہ گاہ آپ کو لوگوں نے ہنسا ہی کر دیا۔ آدھ گھنٹہ بڑی مشکل سے گزارا
اور اسٹیشن آیا اور وہاں سے اتر کر دوڑے کہ کمبل لیں ساتھیوں نے کہا کہ

اسٹیشن [illegible] بہت قریب ہے وہاں کچھ خرید لینا بہت شدید انتظار کے بعد ایک بہت بڑا اسٹیشن آیا انواع
اقسام کی چیزیں بکتی ہیں مگر روٹی ندارد۔ لوگوں سے کہا کہ یہاں خرید لو کہ یہاں اچھے قسم [illegible] یہاں کے
تمام [illegible] ہوتے ہیں [illegible] میں [illegible]
چلی اب ایک ایک منٹ پہاڑ گزرنے لگا جس سے پوچھتے [illegible] اسٹیشن کب آئے گا وہ یہی کہتا ہے کہ
اب آیا [illegible] ریل [illegible] رفتار [illegible]
[illegible] گیا تحت الثریٰ میں آفتاب، آخر صبر کرکے کمر لگا کر بیٹھ گئے
[illegible] گاڑی [illegible] اور [illegible] سے معلوم ہوا کہ اسٹیشن آگیا ہے بارگاہ حق سے ہر طاعت
کی ملتی ہے جزا ہے پڑی سرکار حق رہتا نہیں مزدور کا، لالٹینیں نظر آنے لگیں۔ گاڑی ٹھہری اور
دور سے روٹی [illegible] گرما گرم کی آواز آئی گویا روزہ دار کے کان میں اللہ اکبر کی صدا پہنچی ہے گزری
ہماری [illegible] انتظار [illegible] شکر خدا کہ پھر تری صورت نظر پڑی، مگر روٹی والا ایک انار وصد بیمار کا
مصداق [illegible] ہر طرف سے صدا آتی تھی کہ "ارے میاں ادھر آنا" "اور روٹی" "او پچا" ہم نے بھی سمجھا کہ
[illegible] تانگہ [illegible] طفل سے جوش [illegible] اور چلانا شروع کیا۔ اخیر میں وہ فرشتہ
رحمت ہماری طرف متوجہ ہوا ہے ساقی کو ایسی لاگ ہے کچھ پھیر پھار کر، ساغر ہمیں کو دیگا وہ سب کے
اخیر میں، اگرچہ تیسری گھنٹی بج چکی تھی مگر تقاضائے جوع نے مجبور کرکے دو پیسے اسکو دلوا ہی دیئے
[illegible] ریل کے ساتھ دوڑا لیکن کچھ قسمت ہی کی کوتاہی ہوئی کہ روٹی
[illegible] پیچھے ہے ساقی تو مہربان تھا [illegible]
[illegible] اماجان نے بتلایا تھا کہ جب [illegible] کوئی شخص انا للہ وانا
الیہ راجعون پڑھتا ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے۔ گو ایسی حالت میں بظاہر تو مدد کا
کہاں موقع تھا لیکن ہم نے خالص دل اور سچے عقیدہ سے اسی آیت کو پڑھنا شروع کیا اگلا اسٹیشن
آیا وہاں روٹی [illegible] سب کچھ موجود تھا لیکن پونجی ضائع ہو چکی تھی سر جھکائے بیٹھے رہے ہے
ڈھیروں انگور ترے بھرے ہیں ساقی لیکن، ہاتھ آتے نہیں دو چار بھی دانے ہمکو، وہاں سے بھی
ریل چل دی۔ اگلے اسٹیشن پر خلقت کا ہجوم تھا۔ وہاں ایک نیک مرد متشرع ریش دیہاتی وضع کے گھبرائے
[illegible]

ہے آدمی کا آدمی ہر حال میں ہمدرد ہو اک توجہ چاہیے انسان کو انسان کی طرف ہے اگرچہ دونوں
مسافر بہت خفا ہوئے لیکن ہماری خاموشی نے سب کو ٹھنڈا کر دیا ہے رقیب رو سپید [illegible] دریا
و سنگ بگریست ہوتی تو اس کی عنایت جب گئے جتنے تھے سب بگڑ بیٹھے جب گاڑی چلی تو [illegible]
مسافروں نے اپنا [illegible] اور رکھے [illegible] بڑی [illegible] اور اچار کے قتلے کھول کر [illegible]
[illegible]
[illegible]
آئے تھے وہ فرماتے تھے کہ اگر ریل میں کھانا کھاؤ تو اپنے پاس والے کو بھی کھلا دیا کرو اس لئے
ہمیں [illegible] تو ہم نے اسکو آسمانی توشہ سمجھ کر کھانا شروع کیا اور پانی پی کر رزاق مطلق
کا شکر بجا لائے ہے یہ دوست سمجھو کرے ہوا شکر گزار ، روکھی سوکھی جو ملی نان جویں تھوڑی سی
ہے وہیں بچھا کے مصلی پڑھا دوگانہ شکر ، اگر ملا شجر سایہ دار غربت میں ، اب مسافر بہت کم ہو گئے
تھے ہم بھی لیٹ گئے اور فرشتہ رحمت نے بھی کمر لگا کر آرام لیا دونوں غافل ہو گئے تھوڑی دیر کے
بعد آنکھ کھلی اور گاڑی ٹھہری تو معلوم ہوا کہ نورپور کا اسٹیشن گذر چکا یہ خان آباد کا اسٹیشن ہے۔ آج غفلت
پر بہت پچھتائے اور وہیں اترے۔ بوڑھے مرد کو اسی جگہ اس کو جانا منظور تھا اور وہیں تک کا ٹکٹ تھا
اس کو تو کسی نے کچھ نہ کہا لیکن ہمارا ٹکٹ دیکھ کر بابو صاحب نے روک لیا کہ تم نے زیادہ سفر کیا ہے
[illegible] محصول ادا کرو ہم بہت گھبرائے یہاں تو ایک پیسہ بھی پاس نہ تھا۔ بوڑھا نکل کر دور چلا گیا تھا مگر
[illegible] دیکھ کر واپس آیا اور بہت کچھ کہہ سن کر جتنا زیادہ سفر کیا تھا اس کا اصلی کرایہ پانچ پیسے اپنے
پاس سے ادا کر کے مصافحہ کر کے چلتا ہوا ہے خضر راہ کہوں پیر طریقت سمجھوں یا فرشتہ اسے
[illegible] زیادہ گئی تھی گیارہ بجنے کو آئے تھے وہاں ایک بنچ پہ کمبل بچھا کر دراز ہو
گئے [illegible] جب رات کٹ گئی اور ہے صبح صادق کا [illegible]
[illegible] سویرے سے اٹھ کر نماز و وظیفہ پڑھا اور چار میل
[illegible] ہے منزل [illegible] بڑی مشکل سے ہم ضعف نے
[illegible] شوق آگے چلایا اسباب لئے ہوئے بہت تھک گئے تھے راستے میں ملا ایک قلی۔ گاڑی
[illegible] دو پیسے مقرر کر کے اسی کے سر پہ اسباب رکھ دیا اور شہر میں ایک اپنے شناسا کے

مکان پر پہونچے۔ دروازہ بند تھا آواز دی تو ان کے لڑکے نے اندر سے کہا کہ آج تو فی صبح کی گاڑی سے
الہ آباد چلے گئے ہیں آٹھ روز میں واپس آویں گے مجبور واپس ہونا پڑا۔ تھوڑی دیر ادھر ادھر پھر کے گیا
تھا کہ چور ہو گیا تھا ہیں تھک تھک کے بیٹھ جاتے ہیں کیوں راہ دور ہے تو پوچھتے کہ تو کہیں
الٹی جنبش کے پاؤں ہیں اور قلی نے تنگ کیا کہ چلئے کہیں اسباب رکھئے۔ قاضی کی فرودگاہ مسجد میں ہے اور [illegible]
ہو گئے تو ایک بڑی سی مسجد میں پہونچے قلی نے کہا یہیں لیجئے ہم نے کہا شاہ ہم کو آگر لیجا تا ... [illegible]
شہر ... ہم کو ٹھہرا ... ہیں ... [illegible] ... چھپ ... کہاں کون
... [illegible] ...
... اجازت ... یا و صاحب جاؤ ہیں ... قلی بیچارا ہوشیار اور چلا
... [illegible] ... اس نے مسجد کے متولی کا نام لیا کہ ... ہوں ... [illegible]
ہو ... ایک گوشہ میں اسباب رکھنے کی اجازت دی ہے اب تو غصہ کم ہوا
اور ... [illegible] ... قلی بھی رحم کھا کر چلا گیا اور ہم لیٹ گئے ہیں چھپا تا ہوں جہاں چھپاؤں
لگی ہوتی ہے ہائے کیا چیز غریب الوطنی ہوتی ہے ابھی آنکھ نہیں جھپکی تھی کہ بہت سے آدمیوں
کے آنے کی گھبراہٹ اور رونے کی آواز آئی دیکھا تو ایک جنازہ آیا ہے نماز پڑھی گئی لوگ چلے
گئے ظہر کے وقت تک ہم بھوکے غلطاں پیچاں رہے ظہر کی اذان ہوئی اور دو جنازے اسی طرح پھر
آئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ شہر میں ہیضہ کا زور ہے جس کو جان ہی نکل گئی کہ بس سفر میں
مارے گئے ہیں سارے عالم میں پھرے پر کہیں امن کی جا نہ پہونچے جس شہر میں دیکھا کہ قضا ہی پہونچی
نماز کے بعد مسجد کے متولی صاحب سے ملاقات ہوئی جو بڑے خدا ترس اور مقدس آدمی تھے
انھوں نے حال سنا اور کہا کہ شہر میں مرض کا زور ہے۔ اگرچہ موت و حیات اپنے مقررہ
وقت سے ایک ساعت بلکہ لحظہ بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتی لیکن آپ یہاں کی حالت دیکھکر
پریشان ہوں گے اور گھبراویں گے مناسب یہ ہے کہ آپ آج ہی تشریف لیجائیں یہ کہکر اٹھکر
چلے گئے ہیں وہ گھر میں گئے آٹھ کے عالی جناب بڑھا اپنے دل کا بیان اضطراب ہے مرتے کو مارے
شاہ مدار یہاں تو پہلے ہی گھبرا رہے تھے کچھ متولی نے ڈرا دیا۔ رہے سہے حواس بھی غائب ہو گئے
ہیں ہوا اس قدر دل پر غالب ہوا کہ نہ کچھ ہوش باقی رہا نہ حواس نہ کچھ پاس نہ کوڑی۔ دل میں

[illegible]

اُمیر رہتے تھے کہ یا خدا کہاں جائیں کیا کریں کہ اتنے ہی میں متولی صاحب گھر میں سے آئے اور آپ سے

[illegible] پانچ روپیہ نذر کئے اور کہا کہ کھانے کا اس وقت انتظام نہیں ہو سکتا اس امداد غیبی پر بڑی

مسرت ہوئی [illegible] ہو کے شکر بجا لائے اور سامان یوں غیب سے کر دیا [illegible] گھر چلنے کی [illegible]

[illegible] غالب ہوا تھا [illegible] ایک باورچی کی دکان پر پہنچے [illegible]

[illegible] پلاؤ کھایا [illegible]

سے زیادہ ملیاں پڑی تھیں جی متلایا۔ پلاؤ دیکھا تو وہ کل شام کا باسی تھا [illegible]

کا بچا ہوا بلکہ خراب ہوا۔ اگرچہ ایسا کھانا شرعاً [illegible] تھا لیکن [illegible] غالب آگئی اور [illegible] باورچی [illegible]

[illegible] اس نے ایک طشتری بھر کر آگے رکھی [illegible] ضرورت ہوئی تو [illegible]

نظر پڑا جس میں کرامت یہ تھی کہ کبھی ناپاک [illegible]

[illegible] ہوئی گندلا پانی [illegible]

[illegible] میں ایک [illegible]

ایسی [illegible] میں تانگے کی سواری شایان نہ تھی اور اسٹیشن بھی کچھ دور نہ تھا لیکن اضطراب اور شہر سے

نکلنے کی جلدی میں روانہ کو یکہ ٹھہرایا قلی کے نہ ملنے کا افسوس رہا جس کے دو پیسے کے قرضدار تھے۔

پانی پیا ہاتھ دھو کر کمبل بستر یکہ پر رکھ کر روانہ ہوئے ریل پر پہنچے تو ابھی آدھ گھنٹہ کی دیر تھی ۔

[illegible] سے آج ریل نہیں آئی اب تک تو پنجاب میل کا ٹکٹ لیا باقی روپے پیسے

رومال کے گوشے میں باندھے ایک آنہ کے امرود بچوں کے لئے اسٹیشن سے خرید کر باندھے بستر وغیرہ

ایک خالی بنچ پر رکھ کر بیٹھ گئے پیاس لگی تو لوٹا یاد آیا اِدھر دیکھا اُدھر دیکھا ندارد بہت گھبرائے

یاد آیا کہ نان بائی کی دکان پر چھوٹا ہے ادھر ٹکٹ لیا ہوا پاس اور گاڑی آنے کا اندیشہ [illegible]

شوق کعبہ کھنچے جاتا ہے ہوس جانب دیر [illegible] اللہ [illegible] لیکن [illegible] تھا۔

چودہ آنہ کا اور لوٹا دو ڈیڑھ روپیہ کا اس لئے اسی کشمکش میں [illegible] دکان پر پہنچے دکاندار نے کہا

مجھے معلوم نہیں [illegible] کے پانی لا کر آپ کو پلایا تھا وہ آجائے تو اس سے پوچھئے عجب مخمصہ

کا عالم تھا اُس طرف ریل کی فکر یہاں لوٹے کا غم [illegible]

[illegible] حق تعالیٰ نے جلد ہی [illegible] لڑکا [illegible] لوٹا لئے ہوئے آیا

اس سے پوچھا تو اُس نے صاف انکار کر دیا۔ اب تو ہمارا حال کچھ نہ پوچھیے کہ تو تو ہوش نہیں [illegible]
میں چھ ہزار کے رنج و غم کو دیکھ کر با دیانت کو رحم آیا۔ اُس نے لڑکے کو علیحدہ لے جا کر سمجھایا اور ڈرایا
تو اُس نے کچھ اقرار کیا اور پتلون کے نیچے سے نوٹ کا بنڈل نکال کر لایا۔ لوٹے کو دیکھ کر ہمارے ہوش [illegible]
میں جان آئی [illegible]
[illegible]
[illegible] ہاتھ پر رکھا ہوا چھوٹ گیا۔ واہ قسمت لوٹے کے تاوان [illegible]
[illegible] مصیبت یا رب! کس طرح صبر کروں دل کو
[illegible] یقین نہیں کرتا مجبور ہو کر [illegible] والے سے دو آنے
[illegible] بھاری گذر رہا تھا کہ تھوڑا تو شی اور بہت
[illegible] گاڑی کی آواز آئی بس اس حالت کا کچھ بیان نہیں ہو سکتا ہے ایک گھڑی
[illegible] بحال ہونے لگی۔ امید و بیم کی حالت میں اسٹیشن پر پہونچے
[illegible] دیکھتے ہیں کہ بنچ پر رومال بجنسہ رکھا ہے اور وہ صبح والا
قلی اس کے پاس کھڑا ہے کہنے لگا میں رومال پہچان کر کھڑا ہو گیا تھا کہ کہیں ادھر اُدھر نہ ہو جائے
[illegible] بار بار کی آمد و رفت سے چھ آنے نقد ادا کئے۔ قلی کی دیانت داری دیکھا چاہئے دو
پیسے کے ایک آنہ دے دیا۔ گاڑی بھی تیار تھی سوار ہو گئے اور تین چار گھنٹے میں ملیح آباد پہنچ
گئے اور تیسرے روز اہل و عیال سے آملے جب کبھی جان سے [illegible]
منتوں سے مجھے تقریر سنائی ہے۔ اور خدا کا شکر ادا کیا کہ گو تکلیف ہوئی تو جان سلامت
آئی اور کچھ نقد بھی ہاتھ لگا۔ فالحمد للہ علیٰ ما مضیٰ والحمد للہ علیٰ ما بقی
سے ہو ادا کس زبان سے کیا کن شکر اس بے شمار نعمت کا۔ مولوی صاحب اسی قسم کے
واقعات سنایا کرتے تھے۔ اب وہ ایسے گزر گئے کہ کوئی جانتا بھی نہیں تمام [illegible]
ہو گئیں تمام کلفتیں جاتی رہیں [illegible] ہر شخص کو خیال کرنا چاہئے کہ دنیا کے تمام حالات و واقعات
خواب و خیال ہو جاتے ہیں [illegible] چند روزہ قصے ہیں [illegible] اور تکلیفیں ختم ہو جاتی
[illegible] مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت [illegible]

مار مولف اور ناظرین وسامعین کو بھی عافیت دارین
مۃ سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ و

ے

ہب

بے ثباتی

مغرہ عبث ہے زندگی مستعار پر
اس گھر میں تجھ سے پہلے بھی کوئی مقیم تھا
ہے توقف نہیں اچھا تو قضا ... کی ...
دیر کتنی ہے اجل آج نہیں کل آئی
چھوڑ دو بھی خیال ہوس خام جوانی
آئی کبھی آواز جرس کی نہ فغاں کی
وہ کیف جنوں وہ لن ترانی دیکھی
آج اُن کی لحد پہ نوحہ خوانے دیکھی
اک حال پہ قائم نہیں حاشا پایا
گویا کہ خواب دیکھ رہے ہم ہیں خواب میں
یہاں نہیں غافلو جو ہے وہ اک ہفتہ کا مہمان ہے
دے خوشی سب کے دلوں کو رحمت پہنچا ضرر
کہتا ہے میزان سے کہ تو میزبان ہیں یا ہم
مسلم سارے عالم پہ بھی قانون حکم ہے
اشیائے حیات خانہ بر دوش ہوں ... میں

[illegible] ذرا [illegible] کرنا قول
[illegible] ہو گئی تو کیا
[illegible] کیا کیا
[illegible] عالم میں
[illegible]
سحر ہوئی ہے کھلا ہے سرا کا دروازہ
ہے کشور عدم میں خدا جانے سیر کیا
نہ بھول اس زندگی پہ غافل نہیں ہے کچھ اعتبار اسکا
[illegible] انتقام کا بھی
یوں بیٹھے بیٹھے ہو گئے دن زیست کے تمام
کل جو آباد تھا گھر آج اُسے ویران دیکھا
قبر کی چاہئے [illegible] مکان کے بدلے
اک دن منزل ہستی سے گذرنا ہے ضرور
بے نشان نام بھی ہو جائے گا اک دن اپنا
لاش پر عبرت یہ کہتی ہے امیر
زمیں قصر سلاطین سے آ رہی ہے صدا
کیا ہستی و عدم کا کہیں حال اے امیر
زندگی تک ہے یہ سب طبل [illegible]
فرصت [illegible] آمد و [illegible]
[illegible]
مسافر [illegible] عدم کی سیر کرنے یاں بھی آئے تھے
کوئی دنیا میں جو آتا ہے [illegible]
[illegible]

[illegible] لاکھوں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اُدھر لباس اِدھر ہے کفن کی تیاری
مسافروں سے ہو کوچ کی ہے تیاری
آیا نہ پھر کے منزل ہستی سے جو گیا
کر راہ لی یہ اپنی اک دن عدم کا رستہ تجھے بتا کر
امیر جام کر لیں غریب کا جھونپڑا جلا کر
کشتی میں جیسے ساکن کشتی رواں [illegible]
روز بستے تجھے اور گور غریباں دیکھا
وہ خردمند ہے جو گور کو مسکن سمجھا
چار دن کے لئے نادان ہے جو گھر لیتا ہے
خاک ہو جائے گا [illegible] سنگ مرمر [illegible]
آئے تھے دنیا میں اس دن کے لئے
کہ آج منزل عشرت ہوں کل مزار ہوں میں
اس گھر سے تنگ جب ہوئے اس گھر چلے گئے
آیا جب خواب اجل ہو گیا قصہ کوتاہ
ٹھہری نہ آہ زندگی [illegible]
احباب سے چلے ہیں ہوئے مزار [illegible]
رہتے یار جب [illegible] قیمت ہیں [illegible]
ہے ضرور [illegible] چھوڑ کے جانے والا
ایک دن سب کے لئے وقت ہے آنے والا

یوں سمجھ لو کہ یہ دنیا ہے سرائے فانی
چھوڑ دنیا کہ یہ اک خواب ہے اور وہم خیال
اب تلک سر کشی و پیچ کشی کب [illegible]
ہاں یہ دنیا نہیں [illegible]
[illegible]

اس جہاں میں ہے لطف عیش اسکو
ایک دن جائے گی بدن سے روح

ذات واحد کے سوا سب کو فنا ہوتی ہے
زندگی خواب ہے اور خواب کی حالت یہ ہے

موت آئے گی تو اسوقت تو ہوگا بیدار
زندگانی کا نہیں کچھ اعتبار

کیا بساط اس کی ہے [illegible]
یہاں دعوی کسی کا اور پیری چل نہیں سکتی

وہ کون ہے جسے اے مرگ تو نے چھوڑا ہو
اسی نے قیس کو جنگل میں جا دبایا تھا

ملا ہی دیتی ہے مٹی میں داد دے دے کر
کب اجل سنتی ہے پرغم داستان بیکسان

اجل کے ہاتھ سے اے دل غنچے کا نہیں کوئی
میں ہوں کیا چیز دلا خاک نشین مور ضعیف

[illegible] انجام ہیں دور اندیش
موت جانو قیامت صغرے

کوئی محتاج ہو یا بادشاہ ہفت کشور ہو
[illegible] کشورستانی [illegible]

اس میں آتا ہے [illegible] سنے والا
ہاں نہیں [illegible] کی تو رہ دل کو لگانے والا

ملک الموت ہے پیغام میں دینیوالا
بدتر از موت ہے یہاں کی حیات

مجنوں ہے نہ ناقہ ہے نہ لیلی ہے نہ محمل ہے
جس نے ماری ہے اس جہاں پہ لات

ایک دن آئے گی اسے سکرات
کیا کوئی چیز بھی ہے جسکو بقا ہوتی ہے

آنکھ کھلتی ہے تو پھر کچھ بھی نہیں ہوتا ہے
زندگی میں یہ سمجھ لے کہ پڑا سوتا ہے

یاد کر اپنے خدا کو مرد کار
شیر بھی موت کے جنگل میں ہے مثل روباہ

گھڑی وعدے کی جسدم آن پہونچی ٹل نہیں سکتی
وہ کس کا جامہ ہے جسکو نہیں کیا میلا

اسی کے ہاتھ سے پامال ہو گئی لیلا
زمانہ تجھکو سمجھاتا ہے لے اجل [illegible]

اب یہیں اشک اپنا ظاہر بیکار ہے
نہ چھوڑا دوست کو اسنے نہ چھوڑیگی یہ دشمن کو

کر دیا موت نے اورنگ سلیمان خالی
موت کو یاد کرتے ہیں دن رات

قبر کو سمجھو [illegible] حیات
نہیں ممکن کہ جز گور و کفن کچھ بھی ساتھ ہو
گئے وہ [illegible] سب مثل تھے جو پہلوان ہیں

سدا رہے [illegible] عشرت کے [illegible] آئین
[illegible] چھوڑ کر [illegible] بادشاہ [illegible] گیا
کہاں ہیں حاتم و قارون کہاں [illegible] سکندر [illegible]
[illegible] اپنے [illegible] ماہ [illegible]
نہیں معلوم کیا [illegible] زمین [illegible] اور
[illegible] ناز [illegible] کرتے تھے بسر
[illegible] نشان [illegible] دنیا [illegible]
یہ آج ان کی ہے نوبت نشان تک بھی نہیں
کہاں وہ تاج فریدون کی تھی جو آرایش
اٹھ گئے لے حفیظ دنیا سے کہ
گورے کالے ہوتے ہیں یک رنگ ملکر خاک میں
خاک ہو جاتے ہیں دونوں خاک میں ملکر گیا
[illegible] شاہی سایہ افگن [illegible]
حال ہے [illegible] باکل [illegible]
کیسے کیسے شاہ عالی شان تھے
پوچھتا کوئی نہیں [illegible] کر کر
کیسے کیسے نوجوان خوش [illegible]
کیسی کیسی دولہنیں نازک بدن
کیسے کیسے انسان [illegible]
وعظ کی مجلس کیا کرتے تھے گرم
[illegible] شرعی مسائل [illegible]
[illegible]
[illegible]

جو چھوڑا ہو [illegible] باقی کسی کو [illegible]
[illegible] ملکر [illegible] عشرت کا
کہاں ہے جام جم دارا کہاں تخت سلیمان ہے
[illegible] خاک [illegible] شہنشاں ہے
[illegible] دارا کو [illegible]
آہ ان کی خاک پر اب بیکسی ہے نوحہ گر
آہ فرش خاک پر سوتے ہیں وہ بادشاہ
لئے جو پھرتے تھے کل نوبت و نشان کیا کیا
کہاں وہ تخت سلیمان کی تھی جو تیاری
اپنی صحبت کے کیسے کیسے لوگ
[illegible] خاک میں جو [illegible]
[illegible] کوئی [illegible] کوئی [illegible]
[illegible] خاک [illegible] ہو گیا
[illegible] کو دیکھتے [illegible]
[illegible] کیسے کیسے
[illegible] ہوا اور [illegible] ہو لیے
خاک کے نیچے پڑے ہیں گل [illegible]
خاک نے سب کھا لیے [illegible]
[illegible] خاک میں ان کو [illegible]
[illegible] کرتے تھے نرم
[illegible]
[illegible] خاک [illegible]
موت کا آیا [illegible] پیام

کیسے کیسے تھے طبیبان ذکی
مرض آیا موت کا اور چل بسے
کیسے کیسے پہلوان زوردار
کیسے کیسے باغ و محلات کھڑے
بسنے والا ان میں کوئی بھی نہیں
کیسے کیسے ننھے بچے کھلتے پھول
دل کی جو ٹھنڈک تھی اور آنکھوں کا نور
صبر کر بچوں کے مرنے پر عزیز
پاک آئے پاک دنیا سے گئے
سر راہ عدم گور غریباں کیسی بنی ہے
چل سوئے گور غریباں اے حریص با احبا
عزیزوں سے جدا احباب سے نا آشنا ہو کر
میرے تنہا بستر پر جب گور نے کہا
کسی وقت جا کر غور کرو ان میں
تو پاؤ گے اور دیکھو گے ایسے ویسے
اولو العزم خوش فکر صدر ملت
کی ہستیاں ان کی ہوا ہستی میں
نہیں جانتا نام بھی کوئی ان کا
ملے اک اک کر کے پیتک رو چلے
کہیں ہیں کہیں ہے حسرت قیصر و فغفور سے
یہیں میں آ پڑا بوجھ سکندر جن کا
نکلی تھی جن کے تحت سے صدا کیسی ہیں جان
صدا آتی ہے شاہان سے یہ گور غریباں کے

موت کی دارو نہ ان سے ہو سکی
سب دوائیں اور نسخے رہ گئے
چیتھڑے پہنے ہیں آج وہ زیر مزار
آج ہیں سنسان اور اجڑے پڑے
جا بسے قبروں میں سب زیر زمیں
گود سے ماں کی قبروں میں گئے
بھر گئے ان سے بیابان دار القبور
حق اگر بخشے تجھے عقل و تمیز
ہم گناہوں کے لئے یاں رہ گئے
کہیں غربت برستی ہے کہیں حسرت برستی ہے
دبی کتنی آرزوئیں تہ لحد مدفون ہو گئیں
پڑے ہیں کنج تنہائی میں اب سے جدا ہو کر
مر کے پہنچا ہے یہ مسافر وطن کے پاس
مقابر جو ہیں اگلے قبروں سے باہر
ہیں جن میں نہاں فخر تیمور و بابر
زمینوں کے سرتاج شاہوں کے افسر
سراؤں کی کیسی تباہی ہے حشر
زمیں ہو گئی ہے لحد کی برابر
لے گئی عبرت جو کل گور غریباں کی طرف
کیوں نہیں کرتے ہو اب صاحبقرانی پر گھمنڈ
کسی کی جس سے ہوتی تھی ناز برداری
حسرت برسا رہی ہے ہمارے مزار پر
نہیں ویرانہ تھا اس جہاں وہ لوگ بستے ہیں

نا ... زندگی کو دیکھ کر پہروں ہی روتا ہوں
تماشا دیکھو گورستان میں نیرنگ زمانہ کا
صدا یہ قبر سے ہے ... دل کو آتی ہے
... گور ...
قبر کی ...
...
پڑے ہیں کنج مرقد میں کفن پہنے ہوئے غافل
جب بدن سے جان تیری جائیگی
گور کی منزل نہایت ہے کٹھن
احباب دفن کر کے ہمیں چل دیے
پوچھا نہ اقربا نے بھی آخر اجل نصیب
پوچھا کبھی ... فنا
... ہیں گور کے پھینک آئے اقربا مجھکو
... کرتی ہیں انسان کو دنیا کی ہلاک
چشم عبرت سے ہم نے دیکھا تو
اک طرف ... شور و غل ہے عیش و خوشی
... ہے اور کلی ہے چپ چاپ
... جہان سے پست و بلند ہم
زیر گردوں کسکو کہئے عیش میں راحت ہے
قیام اپنا ہوا اس محنت سرائے دہر میں کیونکر
... ہے یہی استادہ شبنم ہے باغ میں
جسے تو زیست سمجھا ہے یہ قید ...
باطن ... ظاہری

گور ... بھی ہوتا ہے سبب گور ...
جو گل ہیں خندہ زن ...
...
...
وہ قبر دفن ہے جو گور کو ...
جسکو آغوش سے کرتی تھی نہ مادر باہر
جو بچھونے کبھی ساٹن کے نہ کمخواب و مشجر ہیں
ہڈیوں میں خاک سب بھر جائے گی
آبرو رکھ لے ہماری ذو المنن
آئے نہ دیکھنے کو بھی سو ہے ہزار حیف
... ہیں کس طرح تیرے لیل و نہار حیف
صحرا میں کس غریب کا ہے ہزار حیف
... خاک کیا سر کا ...
زہر دیتی ہیں یہ ظالم شکر ...
اس جہاں کا عجب عالم ہے
اک طرف آہ و درد و ماتم ہے
روتی دونوں کے منہ پہ شبنم ہے
جو آج پائمال ہے کل سرفراز ہے
جسکو دیکھو ایک نئی الجھن نئی آفت میں ہے
جہاں آفت پہ آفت ہو وہاں آرام کیا ٹھہر
رونے کا ہے مقام ہنسنے کی جا نہیں
جیتے ہو ... مقصود مسلم ہے
... ہے عبد کا

تقریظ شیخ الہند یعنی حضرت مولانا محمود حسن صاحب [illegible]

[illegible] | حضرت مولانا محمد قاسم صاحب [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] اور خوشنودی [illegible]

[illegible] قاضی [illegible]

[illegible] روایات [illegible]

[illegible] حضرت مولانا [illegible] قاضی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بستے والے آباد کوئی آ کر ہوتا [illegible]
مسندِ شاہی سے بہتر بوریائے فقر ہے
سامنا رہتا ہے اندوہ و الم کا ہر وقت
کہ کھلا یہ غمکدۂ دہر میں ہمیشہ حال
دنیا کے ہیں جو عیش وہ کمبخت کم نہیں
کبھی ہوتی نہیں ہوتی ہے سزائے دنیا
وہ کرشمے شانِ رحمت نے دکھائے روزِ حشر
کہیں ٹھکانا نہیں تری درگاہ کے سوا یارب
فقط امید ہے بخشش کی تری رحمت سے
ترے سوا ہے رحیم و کریم کس کی ذات
نزع میں جب حال بسیرا خیر ہو

دارِ فانی [illegible] حسرت و افسوس کا
ہے یہی اسباب کافی عالمِ اسباب میں
ایک دم غمکدۂ دہر میں دلشاد نہیں
عدم سے آئے تھے رنج و ملال لینے کو
حسرت یہ ہے لحد میں کہ دنیا میں ہم نہیں
اور دن آ گئے دو چار جو مہمان سے
چیخ اٹھا ہر نگینہ میں بھی گنہگاروں میں ہوں
فلک زدوں کا ٹھکانا خراب حالوں کا
دگر نہ عفو کے قابل مرے گناہ نہیں
نجات کس سے طلب ہم گناہگار کریں
الٰہی خاتمہ بالخیر ہو

عرضِ مؤلف ۔ بندہ نے یہ اشعار اکثر مستند اساتذہ کے کلام سے انتخاب کئے ہیں اور بعض ماہواری رسائل سے۔ اور جو اشعار [illegible] اور بعض تک بندی سمجھے جائیں ان کو "ایجاد بندہ اگرچہ گندہ" خیال کرنا چاہیے۔ ناظرین [illegible] ناپائیداری دنیا اور بے ثباتی عمر وغیرہ کے اشعار [illegible] لکھے ہوئے پاویں تو ایک کارڈ پر لکھا احقر کے پاس بھیج دیں۔ آئندہ [illegible] بھیجنے والے صاحبوں کا نام ظاہر کر دیا جائے گا۔

میرا پتہ
[illegible] دارالعلوم [illegible]
(ضلع سہارنپور)

دار الاشاعت [illegible]
(مختصر)
مسائل الاختلاف

مؤلفہ مولانا سید اصغر حسین صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند [illegible]
سنہ ۱۳۳۰ھ تک انشاء اللہ تعالیٰ مرتب ہو گی [illegible]
[illegible]